336 | اپریل ۲۰۱۰ء

مدیر اعلیٰ
حافظ عبد الرحمن مدنی
حفظہ اللہ

مدیر
ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

مُحدِّث

۲ اُردو ذریعہ تعلیم اور قومی یکجہتی
۹ 'مساوات' یا 'عدل'؛ شرعی نقطہ نظر
۳۱ اختیارِ بیع؛ شریعت اور سرمایہ داریت

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

مجلس التحقیق الاسلامی

ماہنامہ محدث کا اجمالی تعارف

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی　　　مدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ محدث کی ابتداء انڈیا سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والا ایک رسالہ جس کا نام محدث ہی تھا اسی کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ محدث کے ہی نام سے پاکستان میں عظیم اسکالر حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے اس کا اجراء کیا اور 1979 سے لے کر اب تک کامیابی و کامرانی سے شائع ہو رہا ہے۔اور محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ ماہنامہ محدث ہر صاحب علم و فضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کے لیے تلوار بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اجرائے محدث کے مقاصد

عناد اور تعصب سے بالا تر ہو کر اسلام کی ابدی تعلیمات کو فروغ دینا

دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع کرنا

قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر کے اسلامی روح کو کمزور کرنے والے عناصر کی بیخ کنی کرنا

علوم جدیدہ سے بہرہ ور کر کے انسانی افکار کو ارتقاء تک لے جانا

اتباع قرآن و سنت کی طرف والہانہ دعوت دینا

وحدت امت کو قائم رکھتے ہوئے سلف صالحین کے متفقہ فہم کا پرچار کرنا

اور

صحابہ، تابعین، محدثین اور تمام آئمہ کرام سے محبت کے جذبات کو پروان چڑھانا اس علمی و فکری مجلّے کا شعار ہے

یقینی طور پر ماہنامہ محدث علمی، تحقیقی، معلوماتی اور انتہائی شائستہ زبان رکھنے والے مضامین کا ایک حسین امتزاج ہے

مدیر اعلیٰ: حافظ عبد الرحمن مدنی

ملتِ اسلامیہ کا علمی و اصلاحی مجلہ

ماہنامہ مُحدّث لاہور

مدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

Only For SMS
0333-4213525

جلد ۴۲ / شمارہ ۴ —— ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ —— اپریل ۲۰۱۰ء

فہرست مضامین

فکر و نظر

اُردو ذریعہ تعلیم اور قومی یکجہتی کے تقاضے — ثریا بتول علوی — ۲

ایمان و عقائد

'مساوات' یا 'عدل'؛ شرعی نقطہ نظر — محمد عمران صدیقی — ۹

کتاب و حکمت

حبِ مال اور قرآنی دعوت — مولانا ابوالجلال ندویؒ — ۱۹

معیشت و اقتصاد

اختیارِ بیع: شریعت اور سرمایہ داریت کی نظر میں — حافظ ذوالفقار علی — ۳۱

تحقیق و تنقید

لشکرِ قسطنطنیہ اور امارتِ یزید کا مسئلہ — عبد الولی حقانی — ۴۷

تذکیر و موعظت

وَمَنْ هُوَ حَاسِنٌ إِذَا حَسَنَ — مریم جمیلہ علوی — ۵۴

یادِ رفتگاں

ایک مثالی عالم: مولانا محمد علی جانبازؒ — عبد الرشید عراقی — ۷۲

زرِ سالانہ: ۲۰۰/- روپے

فی شمارہ: ۲۰/- روپے

بیرونِ ملک

زرِ سالانہ: ۲۰/- ڈالر

فی شمارہ: ۲/- ڈالر

Monthly MUHADDIS A/c No: 984
UBL - Model Town Crossing, Lahore

دفتر کا پتہ

99 [illegible] 54700

☎ : 5866476
5866396
5839404

Email:
hhasan@wol.net.pk

Publisher:
Hafiz Abdul Rahman Madani

Printer:
Shirkat Printing Press, Lahore

Islamic Research Council

مُحدّث کتاب و سنّت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کُلّی اتفاق ضروری نہیں!

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ونظر

اُردو ذریعۂ تعلیم اور قومی یکجہتی کے تقاضے

اُستاد اپنی بات اپنے شاگردوں تک اسی زبان میں پہنچاتا ہے جس کو وہ بخوبی سمجھ سکیں۔ اگر متعلّم اپنے اُستاد کی بات ہی کو نہ سمجھ سکے تو تعلیمی عمل زوال کا شکار ہوکر رہ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو جب کسی قوم کی طرف مبعوث کیا تو وہ ان سے ان کی زبان میں ہی گفتگو کرتا تھا۔قرآنِ پاک میں ارشاد ہے:

﴿وَمَا اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ﴾ (ابراہیم:۴)

''ہم نے اپنا پیغام دینے کے لیے جب کوئی بھی رسول بھیجا تو اس نے اپنی قوم کی زبان میں ہی پیغام دیا تاکہ وہ اُنہیں اچھی طرح کھول کر بات سمجھا سکے۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے اُمتِ مسلمہ پر ایک خاص احسان وانعام کا ذکر فرمایا:

﴿لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ﴾ (آلِ عمران:۱۶۴)

''اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اُٹھایا جو اس کی آیات اُنہیں سناتا ہے۔ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔''

مگر ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ۶۲ سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود ہم ایک غیر ملکی زبان یعنی انگریزی کے جال سے باہر نہیں نکل سکے۔ نہ جانے کیا وجہ ہے کہ ہر میدان اور ہر شعبہ میں انگریزی کو ہمارے سروں پر زبردستی مسلط کیا جارہا ہے۔ ہمارے نظامِ تعلیم کا حال پہلے ہی بہت پتلا ہے اور اب حکومت کا ایک تازہ شوشہ سامنے آیا ہے کہ

''حکومتِ پنجاب نے اپریل ۲۰۱۰ء سے شروع ہونے والے تعلیمی سیشن میں پرائمری اور سیکنڈری سکولوں کے لیے انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنانے کا نوٹیفیکیشن جاری کیا ہے جس میں کہا گیا

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اگلے سیشن میں سرکاری سکولوں میں کوئی کلاس اُردو میں نہ ہوگی۔'' [نوائے وقت، لاہور]

آخر ایک غیر ملکی زبان کو اتنی اہمیت کیوں دی جارہی ہے اور اُردو کو اس کے جائز حق سے محروم کیوں رکھا جارہا ہے۔ اُردو پاکستان کی قومی اور سرکاری زبان ہے۔ اُردو زبان نے نظریۂ پاکستان کے فروغ میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ علامہ اقبال اس زبان کو بہت اہم سمجھتے تھے۔ اس کو برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی وحدت کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ خود محمد علی جناح نے قیامِ پاکستان کے فوراً بعد ڈھاکہ میں ایک جلسہ عام میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

''جہاں تک آپ کی بنگالی زبان کا تعلق ہے، اس افواہ میں کوئی صداقت نہیں کہ آپ کے بارے میں کوئی پریشان کن فیصلہ ہونے والا ہے۔ بالآخر اِس صوبے کے لوگوں کو ہی یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ فیصلہ کریں کہ اس صوبہ کی زبان کیا ہوگی؟ مگر میں یہ بات آپ کو واضح طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی سرکاری زبان اُردو اور صرف اُردو ہوگی۔ اُردو کے سوا اور کوئی زبان نہیں ہوسکتی۔ جو کوئی آپ کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ پاکستان کا دشمن ہے۔ کوئی قوم واحد سرکاری زبان کے بغیر متحد نہیں ہوسکتی اور نہ ہی سرکاری فرائض بحسن وخوبی انجام دیئے جاسکتے ہیں۔'' (۲۱/ مارچ ۱۹۴۸ء)

اس طرح محمد علی جناح نے واضح کردیا کہ اُردو ہی پاکستانی قوم کی اساس ہے اور یہی اس کی قومی ترقی کی ضامن ہے۔ پاکستان کی نسل نو ویسے تو بڑی ذہین ہے، لیکن رہنماؤں سے یہ غلطی ہوئی کہ کبھی ڈھنگ کی قومی تعلیمی پالیسی نہ بنائی جاسکی۔ بن بھی گئی تو اس پر پوری طرح صدقِ نیت سے عمل درآمد نہ ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف وہ نظریۂ پاکستان کی اہمیت سے واقف نہ ہوسکے۔ قیامِ پاکستان کی ضرورت اور شہدا کی قربانیوں کا ادراک نہ کرسکے۔ اپنی تہذیب وثقافت اور اپنے ملک اور اپنی زبان کی اہمیت ان کے دلوں میں نہ پیدا ہوسکی۔ دوسری طرف ہندو اور مغرب کی جارحانہ ثقافتی یلغار نے ان کو اپنے دام میں پھانس لیا۔ ذرائع ابلاغ نے بھی ہندو اور مغربی تہوار بڑے اہتمام اور جوش وخروش سے ان کے ذہن وقلب میں راسخ کیے۔ تیسری طرف مغربی تعلیم یافتہ لوگ خصوصاً انگلش میڈیم طبقہ اپنے آپ کو کوئی بالاتر مخلوق سمجھنے لگے۔ پاکستان کے بجائے لندن، واشنگٹن اور پیرس ان کی خوابوں کا مرکز قرار پائے۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں کے وسائل استعمال کر کے مہنگی مغربی تعلیم حاصل کی اور پھر انہی کی سرزمین پر جا بسے۔ وہ اپنی ذہانت، قابلیت اور صلاحیتوں سے اہل مغرب کی یونیورسٹیاں، کارخانے اور ہسپتال سنوارتے رہے اور خود اہل وطن ان کی صلاحیتوں سے محروم رہے۔ یوں ذہانت کا وطن عزیز سے فرار جاری رہا۔

ملک میں مغربی تعلیم یافتہ حکمرانوں نے سنجیدگی سے کبھی بھی پاکستانی نقطہ نظر سے اپنے مسائل کو حل کرنے کی کوشش ہی نہ کی بلکہ مغرب کی دی ہوئی پالیسیوں کے مطابق پاکستانی حکمران مغرب کے دیئے ہوئے اہداف کو پورا کرتے رہے اور پاکستان کو مغربی آقاؤں کے لیے نرم چراگاہ بنانے میں لگے رہے۔ وطن عزیز میں انہی کی روایات، تہذیب اور ثقافت بے حیائی کی صورت فروغ دینے میں مصروف رہے۔ صرف وہ لوگ اس مغربی ثقافت سے بچ سکے جن کو گھروں میں دینی ماحول ملا اور ان کے اپنے بزرگ ان کو ملک و ملت کی اہمیت سے آگاہ کرتے رہے۔

ہمارے تعلیمی نظام پر مسلسل اہل مغرب کی یلغار کا تازہ شاخسانہ یہ ہے کہ ہمارے بچوں کو ابتدا سے ہی انگلش میڈیم میں پڑھایا جائے۔ اس غرض کے لیے گزشتہ تین چار ماہ سے سرکاری سکولوں کے اساتذہ خصوصاً پرائمری ٹیچرز کو ٹریننگ دینے کے لیے ریفریشر کورسز کروائے گئے۔ ان ریفریشر کورسز میں ان کو یہ سکھایا گیا کہ ابتدا سے بچوں کو کس طرح انگریزی میں پڑھانا ہے۔ اُنہوں نے دورانِ ٹریننگ اس اقدام کی وجہ یہ بیان کی کہ لوگ عموماً اپنے بچوں کو انگلش میڈیم سکولوں میں پڑھانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ سرکاری سکولوں کی طرف عوام کا رجحان کم ہو رہا ہے۔ لہٰذا سرکاری سکولوں کو اپنی ساکھ برقرار رکھنے کے لیے مجبوراً یہ قدم اٹھانا پڑا ہے تاکہ یہ سکول برقرار رہ سکیں۔ اس پر یہی تبصرہ کیا جاسکتا ہے کہ: ''خوئے بد را بہانہ بسیار''

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے اربابِ اختیار کو ایسی کون سی مجبوری ہے جس کے باعث وہ اب تک اُردو زبان کو وطن عزیز میں اس کا جائز مقام نہیں دے سکے، سرکاری زبان نہ بنا سکے، ذریعہ تعلیم قرار نہ دے سکے اور اب اس حد تک مجبور ہوگئے کہ ننھے منے پھول سے بچوں کو اُردو

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سانس لینے کی بھی اجازت دینے کو تیار نہیں۔ تین سالہ بچہ سکول میں جاتے ہی انگریزی کی نذر کر دیا جائے اور سکول میں اُردو بولنا، پڑھنا اور سیکھنا اس کے لیے شجر ممنوعہ قرار پائے۔

محسوس یوں ہوتا ہے کہ ہمارے پڑھے لکھے حکمران طبقے کو انگریزی فوبیا ہو گیا ہے۔ وہ اس حقیقت سے کیوں بے خبر ہیں کہ جب سے قوم کو انگریزی کا بخار چڑھا دیا گیا ہے، اس وقت سے پاکستان میں کوئی دانشور اور اعلیٰ پایہ کا مخلص رہنما قوم کو دستیاب نہیں ہو سکا۔ پوری پاکستانی قوم قیادت کے بحران کا شکار ہے۔ قومی فکر پر جمود طاری ہے۔ قوم کے قویٰ ٹھٹھر گئے ہیں۔ ہر شعبے میں ترقی معکوس کا عمل جاری و ساری ہے۔ اب مزید کیوں نسل نو کی صلاحیتوں کا گلا گھونٹا جا رہا ہے؟ کیا کسی قوم نے کبھی غیر ملکی زبان کو ذریعہ تدریس بنا کر ترقی کی ہے؟ کاش اربابِ حل عقد اس پر غور فرمائیں!

ہر زندہ قوم اپنے نظامِ تعلیم کو اپنے ہاتھ میں رکھتی ہے۔ وہ اپنے تدریسی عمل کو اپنے نظریے، عقیدے، وژن اور ضرورت کے مطابق ڈھالتی ہے۔ اپنی زبان پر فخر کرتی ہے اور اپنی تعلیمی روایات کو اپنی زبان میں اپنی اگلی نسل تک منتقل کرتی ہے۔ غیر زبان میں نسل نو اپنے اُستاد کی بات کو کیسے سمجھے گی، غیر زبان میں اپنا سبق رٹنے سے بچوں کی تخلیقی و فکری کاوشیں بالکل کند نہ ہو جائیں۔ ان کو اپنا اندوختہ کیسے سمجھ میں آئے گا اور وہ اس کے مطابق عمل کیسے کریں گے؟

یہ لمحہ فکریہ ہے، ہمیں پوری دیانتداری سے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم یونہی انگریزی زبان کی اندھا دھند ترویج میں مصروف رہے تو مغربی ثقافتی اثرات بھی ساتھ آ رہے ہیں اور پھر مزید یہ اثرات بڑھتے جائیں گے جو آہستہ آہستہ ہمارے نظریے، ہماری آزادی اور ہمارے دین سب کو تباہ کر دیں گے جبکہ ہمارے نظریات کا تحفظ، دین کا استحکام اور وطن کی بقا تو اُردو زبان کی ترویج اور اس کی بقا ہی سے وابستہ ہے۔

اُردو زبان پورے برصغیر میں اور دنیا کے بیشتر حصوں میں سمجھی جانے والی زبان ہے۔ عالمی لسانی سروے کے مطابق دنیا کی تیسری بڑی اور سب سے زیادہ بولی اور سمجھی جانے والی زبان

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ حیرت ہے کہ پاکستان میں اس کے نفاذ میں کیوں رکاوٹیں ڈالی جارہی ہیں۔ حالانکہ اگر ہمارے ہاں انگریزی لازمی کی پابندی ختم کردی جائے تو ہمارے ہاں ایک دم شرح خواندگی کا تناسب بہت زیادہ بڑھ جائے اور قوم کی صلاحیتیں تیزی سے نشوونما پانے لگیں۔ اس وقت تو انگریزی زبان نے ہماری قومی صلاحیتوں کی نشوونما پر ایک بہت بڑا بند باندھ رکھا ہے۔ قوم کو انگریزی کا طوق گلے سے اُتارنا ہوگا تاکہ اس کو اپنی استعداد اور صلاحیتوں کے مطابق آگے بڑھنے کا موقع مل سکے۔ نیز اس سے صوبائی تعصب کا خاتمہ ہوگا اور چاروں صوبوں کے عوام یکجہتی کی لڑی میں پروئے جاسکیں گے۔ مسلمانوں کے اندر اتحاد پیدا کرنے کے لیے عربی زبان کو دوسرے نمبر پر لازمی قرار دینا چاہیے۔ جبکہ انگریزی زبان کا مقام ہمارے نظام میں تیسرے نمبر پر ہونا چاہیے۔

ہمارے تین چوتھائی مسائل صرف انگریزی کی بالادستی کی وجہ سے پیدا ہورہے ہیں۔ مقابلے کے امتحانات، دفتری خط وکتابت، عدالتی معاملات، تجارت اور کاروباری معاملات اور دیگر روزمرہ کے امور کو اُردو کے سانچے میں ڈھال لیا جائے تو ہمارا بہت سا وقت اور پیسہ محفوظ رہ سکتا ہے۔ قوم اسی وقت اپنے آپ کو آزاد محسوس کرے گی جب اپنی زبان میں اپنے روزمرہ کے تمام کام انجام دے گی۔

ہمارے تعلیم آخر اُردو میں کیوں نہیں ہوسکتی؟ یہ زبان عربی اور فارسی اور سنسکرت کے ملاپ سے وجود میں آئی ہے۔ عربی اور فارسی اپنے اپنے دامن میں بڑی علمی وادبی ورثہ رکھتی ہیں۔ اس زبان نے ہر زبان کی خوبیاں اپنے اندر سموئی ہیں۔ اس زبان میں انتہا درجہ کی بلاغت ہے۔ اس میں جو شیرینی اور مٹھاس ہے شاید کسی اور زبان میں نہ ہو۔ اس کی ضرب الامثال اور کہاوتیں دل افروز ہیں۔ اس کا زندگی بخش ادب اور اخلاقِ فاضلہ سکھانے والی حکایات بہت لذیذ ہیں۔ ہمارا سارا دینی سرمایہ اس زبان میں موجود ہے۔ اس کی پرورش میں ہمارے آباؤ اجداد کا خون شامل ہے۔ حقیقتاً اُردو زبان ہمارا قومی سرمایہ ہے جو ہمارے دینی، ملی، ثقافتی اور تہذیب اقدار کی وارث ہے۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُردو زبان کی انہی خوبیوں کے پیش نظر خود ہندوستان میں کئی یونیورسٹیوں میں ڈگری کی سطح پر اُردو میڈیم کی سہولت موجود ہے۔ عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد نے تو ابتدا ہی سے اُردو زبان کو ذریعہ تدریس قرار دے رکھا ہے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ، مولانا آزاد نیشنل یونیورسٹی اور کئی دیگر یونیورسٹیوں میں اُردو زبان کو ذریعہ تدریس قرار دیا گیا ہے۔ وجہ یہی ہے کہ ہندوؤں کے تعصب کے باوجود وہ اُردو زبان کی ذاتی خصوصیت کے پیش نظر اس کو ذریعہ تعلیم قرار دینے پر مجبور ہیں۔ تو پھر ہمیں سوچنا پڑے گا کہ اُردو جو ہمارا قومی ورثہ ہے، جسے بانیانِ پاکستان نے پاکستان کی سرکاری زبان قرار دیا، جو زبان ہماری دینی وتہذیبی روایات کی امین ہے، جسے پاکستان کے ہر حصے میں ہر بڑا چھوٹا اور بچہ تک جانتا ہے، اس کو ہم کیوں نظر انداز کررہے ہیں؟ کیا محض انگریز آقاؤں کی چاکری کے لئے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں جس دن پاکستانی قوم نے انگریزی زبان کا طوق گلے سے اتار دیا، اُسی دن وہ صحیح معنوں میں ہم سے آزاد ہوجائے گی اور حیرت یہ ہے کہ ہم خود بھی یہ سب کچھ جانتے ہیں۔ پھر کیوں ہمارے دانشور طبقے بھی اس غلامی کے طوق کو اپنے ہاں جاری وساری رکھنے پر مصر ہیں۔

یہ افسوس اس وقت دوچند ہو جاتا ہے جب ماہرین تعلیم جنہیں فروغِ تعلیم کے سلسلے میں اَساسی قدروں کی آبیاری کے لیے سرگرم عمل ہونا چاہیے۔ اپنے تحت چلنے والے سکولوں اور اداروں میں انگریزی ہی کو ذریعہ تعلیم بناتے اور Co-education کو ترقی کا پہلا زینہ قرار دیتے نظر آتے ہیں حالانکہ یہ انہی کی ذمہ داری تھی کہ وہ لڑکے/لڑکیوں کے لیے الگ الگ کیمپس بناتے ،لیکن مرعوبیت کا شکار یہ طبقہ بھی اسی دوڑ میں شامل ہو چکا ہے اور پھر یہ افسوس مایوسی میں اس وقت بدلتا نظر آتا ہے جب ہم دینی ومذہبی جماعتوں کی سرپرستی میں چلنے والے سکولوں اور اِداروں میں انگریزی کا جنون غالب آنا دیکھتے ہیں، حالانکہ یہی لوگ اور جماعتیں ہی ہیں جو دین وملت کی اَساسات کی پاسبان سمجھی جاتی ہیں۔

بہرحال سوچنے کا مقام ہے کہ اتنے بڑے فیصلے کے لیے کیا پوری قوم کو اعتماد میں لیا گیا ہے؟ کیا عوامی نمائندوں سے صلاح مشورہ ہوا ہے؟ کیا ماہرین تعلیم کی رائے لی گئی ہے؟ ملک

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ابتر صورتِ حال سب کے سامنے ہے، ان حالات میں غیر ملکی مشیرانِ گرامی قدر کی تخریبی سرگرمیوں کو ملک میں پذیرائی حاصل ہو جانا انتہائی افسوسناک ہے۔ اُنہیں شاید یہ غلط فہمی ہے کہ قوم اور اربابِ حکومت کو اپنی اپنی پڑی ہے، ملک میں ہر طرف آگ لگی ہوئی ہے۔ اس نازک موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ تعلیم کے ارباب بست وکشاد سے خاطر خواہ فیصلے نافذ کروالیں گے۔

اس موقع پر بڑی تحریک برپا کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی بقا، سلامتی، ترقی، خوشحالی اور استحکام سب کا تعلق اس بات سے ہے کہ ہم اپنی نسل نو کو اُجڑنے سے بچالیں۔ ان کی صلاحیتوں کو اپنی قومی زبان کے ذریعے محفوظ کرلیں، انگریزی کی بالادستی سے ان کو بچالیں۔ تحریک نفاذِ اُردو وقت کی بہت بڑی ضرورت ہے۔

واضح رہے کہ مسلمان کسی غیر ملکی زبان کی تدریس کا مخالف نہیں ہے۔ مگر انگریزی زبان جس جارحانہ انداز میں پاکستان کو غلام بنا رہی ہے، ہم یہ بات قطعاً برداشت نہیں کرسکتے۔ اپنی قومی زبان کی قیمت پر اور اپنے بچوں کی صلاحیتوں کے زیاں پر ہم راضی ہوجائیں۔ ہماری گذارش یہی ہے انگریزی زبان کو ایک اختیاری مضمون کے طور پر بیشک پڑھایا جائے، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ مگر اس کو میٹرک اور دیگر اعلیٰ تعلیم میں لازمی قرار دینا یہ ہمارے لیے بہت نقصان دہ ہے اور اب ابتدائی کلاسوں سے تعلیم کو انگریزی میڈیم بنا دینا؟ کوئی زندہ قوم بقائمی ہوش وحواس ایسا فیصلہ کبھی نہیں کرسکتی اور اپنی تعلیمی موت کے پروانے پر دستخط نہیں کرسکتی۔

ہم اربابِ بست وکشاد سے اور خصوصاً وزیر اعلیٰ پنجاب سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ ایسا نوٹیفکیشن فی الفور واپس لے لیں اور اپنی نسل نو اور پاکستان کے مستقبل معماروں کو تباہ و برباد ہونے سے بچانے میں اپنا فرض ادا کریں۔ (پروفیسر ثریا بتول علوی)

ماہنامہ 'محدث'، لاہور ۲۰۰۹ء کے تمام شمارے ایک جلد میں یکجا...... قیمت ۲۸۰ روپے۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان وعقائد

محمد عمران صدیقی

'مساوات' یا 'عدل'؛ شرعی نقطہ نظر

ہر تہذیب ونظریہ جہاں مختلف اَہداف ومقاصد کا حامل ہوتا ہے، وہاں ان مقاصد کے لئے اپنے نعروں اور لائحۂ عمل کو خوشنما اور دیدہ زیب نام بھی دیتا ہے۔ ان اصطلاحات اور نعروں میں ظاہری اشتراک کے باوجود دونوں کے مفہوم ومدعا اور معنویت میں وہ فرق پوری تاثیر سے موجود ہوتا ہے جو ہر دو نظریات میں درحقیقت پایا جاتا ہے۔ ظاہر بین حضرات اصطلاحات کے ظاہری اشتراک سے دھوکہ کر، دو مختلف علمیت اور پس منظر کی حامل اصطلاحات کو ایک دوسرے کی جگہ بولنے کی غلطی کر بیٹھتے ہیں، اس سے نتائج میں بھی شدید اختلاف پیدا ہوجاتا ہے۔ انہی اصطلاحات میں ایک مساوات بھی ہے جو 'عدل' کے بجائے استعمال کی جاتی ہے۔ مساوات کے مغرب سے درآمدہ تصورات تو غلط ہیں جس کی نشاندہی زیر نظر مضمون میں کی گئی ہے لیکن اسلام کا اپنا تصورِ مساوات بھی ہے جیسا کہ تمام مسلمانوں میں انسان ہونے کے ناطے مساوات پائی جاتی ہے، کالے گورے اور عربی وعجمی میں کوئی امتیاز موجود نہیں ہے۔ شریعت کے مخاطب ہونے اور اللہ کی بندگی بجالانے کے لحاظ سے بھی مساوات ہے، بقولِ شاعر: ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز، نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز۔ زیر نظر مضمون میں مساوات کی ان مقامات پر نفی کی گئی ہے جہاں شرعی احکام کے بالمقابل 'مساوات' کا لفظ بول کر من چاہے مقاصد پورے کئے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے مساوات اسلام کی کوئی مستند تعبیر نہیں، بلکہ احکام شریعت ہی دائمی اور حقیقی برتری رکھتے ہیں جس کے لئے 'عدل' کی اصطلاح مناسب اور شرعی ہے۔ ح م

'جاہلیتِ جدیدہ' کی بنیادی اقدار میں 'آزادی' کے بعد 'مساوات' کا نام لیا جاتا ہے۔ سننے کی حد تک یہ ایک خوبصورت لفظ اور دل لگتی اصطلاح ہے۔ یعنی 'برابری' اور 'تسویہ' لیکن اپنی اصلیت اور حقیقت میں اسلام کی بنیادی قدر 'عدل' کی نفی ہے اور فرقِ مراتب کی ضد ہے۔ مسلمانوں کے بعض مفکرین اور دانشور جو 'جاہلیت' ہی کے خوشہ چیں بن کر رہ گئے ہیں، اس مغربی قدر کو مغربی جانتے ہوئے بھی مسلمانوں کے سر تھوپنا چاہتے ہیں؛ مگر کئی سادہ لوح 'مساوات' کو 'اسلامی قدر' کے طور پر جانتے ہیں اور اسی حیثیت سے منوانا چاہتے ہیں۔

'مساوات' (Equility) تمام انسانوں کی برابری کا تصور دیتی ہے۔ انسانوں کو معاشی، سیاسی، سماجی، مذہبی، فکری اور صنفی ہر اعتبار سے برابری کا تصور اور اس کا انسان کے بنیادی حق

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کی حیثیت میں متبرک ہونا؛ 'مذہبی' اعتبار سے کوئی کافر ہے یا مسلمان، مشرک ہے یا موحد، اہل کتاب ہے یا اہل الحاد، 'مساوات' ان افراد کو برابری کا درجہ دے گی اور مذہب کے فرق کی بنا پر ان کے مابین کسی قسم کا امتیاز نہ برتا جائے گا۔ جبکہ اسلام 'عدل' کا دین ہے، عدل کے مقابل 'ظلم' کا لفظ آتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ مذہبی اعتبار سے تمام انسانوں کو برابر کا درجہ دے دینا ایک 'ظلم' ہے جسے آج کی جاہلیت 'مساوات' کا نام دیتی ہے۔

قرآنِ مجید نے کہیں بھی مسلمانوں کو مساوات کا درس نہیں دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے 'عدل' کا حکم دیا ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ﴾ (النحل:۹۰)

''اللہ تم کو انصاف کا حکم دیتا ہے۔''

﴿وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُواْ بِالْعَدْلِ﴾ (النساء:۵۸)

''اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔''

شیخ محمد بن صالح عثیمین شرح العقيدة الواسطية میں لکھتے ہیں:

وَهُنَا يَجِبُ أَنْ نُنَبِّهَ عَلىٰ أَنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَسْتَعْمِلُ بَدْلَ الْعَدْلِ: الْمُسَاوَاةُ، وَهٰذَا خَطَأٌ، لَا يُقَالُ مُسَاوَاةٌ لِأَنَّ الْمُسَاوَاةَ قَدْ تَقْتَضِي التَّسْوِيَةَ بَيْنَ شَيْئَيْنِ وَ الْحِكْمَةُ تَقْتَضِي التَفْرِيْقَ بَيْنَهُما

''یہاں یہ نشاندہی کرنا ضروری ہے کہ بعض لوگ 'عدل' کے بدلے 'مساوات' کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں جبکہ یہ غلطی ہے۔ پس 'مساوات' کی اصطلاح 'عدل' کی جگہ پر استعمال نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ کبھی 'مساوات' دو چیزوں کے درمیان برابری کا تقاضا کرتی ہے جبکہ 'حکمت' اِنہی دو چیزوں کے درمیان جداجدا حیثیت کا تقاضا کرتی ہے۔''

شیخ دوسری جگہ لکھتے ہیں: وَلِهٰذَا كَانَ أَكْثَرُ مَاجَاءَ فِي الْقُرْآن نَفْيَ الْمُسَاوَاةِ

''اس لیے قرآنِ کریم میں اکثر و بیشتر مساوات کی نفی کا ہی تذکرہ آیا ہے، مثلاً:''

- ﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (الزمر:۹)

''جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے، دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟''

- ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّورُ﴾ (الرعد:۱۶)

''پوچھو! کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہیں؟ یا اندھیرا اور اُجالا برابر ہوسکتا ہے؟''

- ﴿لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ اَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا﴾ (الحديد:١٠)

''جس شخص نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی کی وہ (اور جس نے یہ کام پیچھے کئے وہ) برابر نہیں۔ ان کا درجہ ان لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہے جنہوں نے بعد میں خرچ (اموال) اور (کفار سے) جہاد وقتال کیا۔''

◉ ﴿لَّا يَسْتَوِي الْقٰعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُونَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ﴾ (النساء:٩٥)

''تکلیف والوں کے علاوہ جو مسلمان (گھروں میں) بیٹھ رہتے (اور لڑنے سے جی چراتے) ہیں، اور جو خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑتے ہیں، وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔''

شیخ محمد بن صالح عثیمین مزید لکھتے ہیں:

أَخْطَأَ عَلىٰ الْإِسْلَامِ مَنْ قَالَ: اِنَّ دِينَ الْاِسْلَامِ دِيْنُ الْمُسَاوَاةِ بَلْ دِيْنُ الْاِسْلَامِ دِيْنُ الْعَدْلِ. وَهُوَ الْجَمْعُ بَيْنَ الْمُتَسَاوِيَيْنِ، وَالتَّفْرِيْقُ بَيْنَ الْمُفْتَرَقَيْنِ، اِلَّا أَنْ يُرِيْدَ بِالْمُسَاوَاةِ:الْعَدْلَ. فَيَكُوْنَ أَصَابَ فِي الْمَعْنٰى وَأَخْطَأَ فِيْ الْلَّفْظِ

''جو شخص دین اسلام کو 'مساواتی دین' کہتا ہے، اس نے اسلام کی بابت غلطی کھائی ہے۔ اسلام تو دینِ عدل ہے۔ اور عدل دو برابر چیزوں کو اکٹھا کرنے اور دو مختلف چیزوں کو جدا جدا کرنے کا نام ہے۔ ہاں اگر وہ مساوات بول کر عدل مراد لے رہا ہے تو اس نے درست مفہوم کے لئے غلط لفظ کا انتخاب کیا ہے۔''

اہل کفر اور اہل اسلام کے مابین مساوات

مساوات کا سبق پڑھانے والے توحید اور شرک، حق اور باطل، خیر اور شر میں کسی تفریق کے قائل نہیں ان کی نظر میں ہر عقیدہ اور نظریہ جسے کوئی انسان قبول کرلے، برابر اہمیت اور حیثیت رکھتا ہے۔ اور کسی بھی عقیدہ کی بنا پر انسانوں کے مابین کوئی تفریق کرنا، بنیادی حقوق کے خلاف اور جرم ہے۔ جبکہ اسلام عقیدہ وایمان کی بنیاد پر انسانیت کو دو واضح گروہوں میں تقسیم کرتا ہے۔ ایک اہل ایمان، اہل توحید، انبیاءؑ کے سچے پیروکار جنہیں عباد اللہ، عباد الرحمٰن، مؤمنین، مسلمین اور حزب اللہ وغیرہ کے الفاظ سے پکارا جاتا ہے۔ اور دوسرے خواہشاتِ نفس

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بندے، کفار، مشرکین، منافقین، درہم و دینار کے بندے اور 'حزبِ شیطان' کہے جاتے ہیں۔ اوّل الذکر اہل حق ہیں، دنیا میں ہدایت اور آخرت میں نجات پانے والے۔ اور ثانی الذکر 'اہل باطل' گمراہ اور آخرت میں عذابِ الٰہی کے حق دار یہ دونوں فریق 'مساوی' کیسے ہوسکتے ہیں؟ قرآنِ مجید میں ارشاد باری تعالیٰ:

﴿اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ﴾ (القلم:۳۵)

''کیا ہم فرمانبرداروں کا حال مجرموں کا سا کردیں؟''

اوّل الذکر 'گروہ' مسلمانوں کی محبت دوستی اور وَلا کا حق دار ہے جبکہ ثانی الذکر مسلمان کی برات، دشمنی اور غیریت کا مستحق!

مرد وزَن میں مساوات

پھر جاہلیت کے علم بردار اسی 'مساوات' کو 'صنفی' تفریق مٹانے کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مرد اور عورت مساوی ہیں، اُنہیں برابر حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔ عورت کو مرد کے شانہ بشانہ کارگاہِ عمل میں اُترنا چاہیے۔ زندگی کے ہر شعبے میں عورت کا کردار ہونا چاہیے اور مرد وعورت کو مخلوط ہونا چاہیے۔ چادر اور چاردیواری پرانے دور کی باتیں ہیں۔ شرم و حیا رجعت پسندی کی یادگاریں ہیں، اگر مرد کو چار شادیوں کی اجازت ہے تو عورت کو بھی برابر ہونی چاہیے ورنہ مرد کے لئے بھی ایک۔ مرد نبی ہوسکتا ہے تو عورت کیوں نہیں؟ مرد سربراہ مملکت بن سکتا ہے تو عورت کیوں نہیں؟

اس 'صنفی' مساوات کی دلیل نہ تو کسی نبی کے صحیفے میں ہے نہ عقل سلیم کے وظیفے سے بلکہ سراسر اَہوا اور ظنون ہیں، شہوات وشبہات ہیں، خواہشاتِ نفس اور توہماتِ عقل ہیں، شیطانی وسوسے ہیں، علمِ وحی سے بغاوت ہے، تعلیماتِ انبیا سے سرکشی ہے اور عبدیت و بندگی سے اِعراض ہے۔

اسلام ہر دو اَصناف (مرد اور عورت) کے مابین انسان ہونے کے ناطہ سے کوئی فرق اور امتیاز روا نہیں رکھتا بلکہ دونوں کو ایک ہی نفس کا جوڑا قرار دیتا ہے:

﴿يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاءً﴾ (النساء:١)

''اے انسانو! اپنے ربّ سے ڈرو، جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے پھیلائے بہت سے مرد اور عورتیں۔''

﴿وَمِنْ آيٰتِهِ اَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ اَنفُسِكُمْ اَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَل بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾ (الروم:۲۱)

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے پیدا کیں تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں تاکہ تم سکون حاصل کرو ان کے پاس۔ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔''

یوں بھی جس طرح کوئی مرد اللہ کی مخلوق ہے اسی طرح عورت بھی، جس طرح مرد پر کچھ ذمہ داریاں اپنے خالق کی طرف سے عائد کی گئی ہیں، اسی طرح عورت پر بھی۔ جس طرح مرد کے کچھ حقوق ہیں، اسی طرح عورت کے لئے بھی اور جس طرح مرد قیامت کے دن اپنے ربّ کے سامنے جواب دہ ہے، اسی طرح عورت بھی اپنے عقیدہ وعمل میں اپنے ربّ کے سامنے جواب دہ ہوگی۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (النحل:۹۶)

''جو شخص مردوں سے یا عورتوں سے ہو اچھا کام کرے وہی ایمان والا ہے۔ ہم اس کو پاکیزہ زندگی بخشیں گے اور جو وہ عمل کرتے تھے اس کا بہتر اجر عطا کریں گے۔''

مگر جس طرح عورت اور مرد کی خلقت میں فرق ہے، ایسے ہی ان کی ذمہ داریوں اور حقوق میں بھی فرق ہے۔ یہی عدل کا تقاضا اور اسلام کی تعلیم ہے۔ 'صنفی' حیثیت میں برابری کے اُصول کو ثابت کرنے کے لئے اوّلاً تو کوئی دلیل نہیں دی جاسکتی کہ 'مساوات' کی قدر تثلیث پر ایمان کی طرح بلا دلیل قبول کی جاتی ہے اور اسے ناقابل بحث قرار دیا جاتا ہے۔ ثانیاً دلیل دی بھی جاتی ہے تو انتہائی بودی کہ جس طرح گاڑی چلنے کے لئے پہیوں کا کردار مساوی ہے، اسی طرح انسانی زندگی کی گاڑی کھینچنے کے لئے مرد اور عورت دو پہیوں کا کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ مثال اپنی بنیاد میں ہی غلط ہے، کیونکہ گاڑی کے دونوں پہیے اپنی خلقت میں ایک جیسے ہوتے ہیں جبکہ مرد اور عورت اپنی تخلیق میں ہی مختلف پیدا کئے گئے ہیں۔ اس کے لئے صحیح تمثیل یہ ہوگی کہ مرد اور عورت کو گاڑی کے دو اہم پرزے قرار دیا جائے جو اپنی خلقت

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مختلف ہونے کے باوجود زندگی کی گاڑی کھینچنے کے لئے اپنی اپنی اہمیت رکھتے ہیں لیکن اپنا اپنا مختلف کردار بھی۔ یقیناً دونوں میں سے کسی ایک صنف کی غیر موجودگی میں زندگی کی گاڑی نہیں چل سکتی۔ مگر دونوں ایک ہی کردار ادا کرنے پر بضد ہوں تو بھی گاڑی تباہ ہی ہوگی۔ اگر ایک کو ماں بن کر پیٹ میں بچے کو پالنا، پھر سینے سے چمٹا کر دودھ پلانا اور پھر گود میں تربیت کرنا ہے تو دوسرے کو باپ بن کر اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری اور نگہبانی کا فرض ادا کرنا ہے۔

معاشی سرگرمیوں میں مساوات

معاشی سرگرمیوں میں ہر قسم کے لوگوں کے لئے ہر قسم کے پیشے سے مال کمانا 'مساوات' کی قدر کا ہی جادو ہے۔ کوئی شراب بیچے یا چاول، سود اور جوئے کو آمدنی کا ذریعہ بنائے یا تجارت وصنعت کو۔ کوئی عورت جسم فروشی کا دھندہ اپنائے تو اسے Sex worker کا نام دیا جائے اور کوئی معلّمۂ ایمان واخلاق بن جائے تو دونوں مساوی حقوق اور احترام کی حق دار قرار پائیں۔

اسلام ہر طرح کی معاشی سرگرمیوں کو 'مساوی' درجہ پر نہیں لاتا بلکہ حلال وحرام اور جائز وناجائز کے خانوں میں تقسیم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کا خالق و مالک ہے، تمام کائنات کا بھی خالق و مالک ہے، حلال وحرام قرار دینا اس کا حق ہے۔ اور اس کے حکم کی اطاعت کرنا انسانوں کا فرضِ اوّلین بلکہ عبادت و بندگی ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر جس کسی کے حکم و قانون کی پیروی کی جائے وہ کوئی فردِ واحد آمر و ڈکٹیٹر ہو، یا پیرو پنڈت یا اَحبار و رہبان ہوں یا عوام کی نمائندہ اسمبلی، یہ اسی کی بندگی کہلاتی ہے۔ اسلام نے شراب پینے اور بیچنے کو حرام قراد دیا اور دودھ اور مشروبات کو حلال، سود، جوئے اور دھوکہ کو حرام قرار دیا اور تجارت وصنعت اور زراعت کو حلال، زنا اور قحبہ گری، غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ، قربانی، نذر ونیاز کو حرام کیا جبکہ نکاح، اللہ کے نام پر ذبیحہ، قربانی اور نذر ونیاز کو حلال۔ پس حرام اور حلال برابر کیسے ہوسکتے ہیں؟ حرام ذرائع سے رزق کمانے والا، حلال ذرائع سے رزق کمانے والے کے برابر کیسے ہوسکتا ہے۔ سود کھانے اور کھلانے والا، اللہ اور اس کے رسول سے اعلانِ جنگ کا مرتکب، دنیا میں سزا اور آخرت میں عذاب کا حق دار جبکہ دیانت دار تاجر دنیا میں برکت والا اور آخرت میں نبی کریم ﷺ کا ساتھی۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر طرح کی معاشی سرگرمیوں کو برابر قرار دینا کفر وظلم اور عدل کے منافی ہے۔ایسی برابری، ایسا تسویہ، ایسی مساوات اسلام کی نظر میں زیادتی اور حرام ہے۔

سماجی مساوات

'مساوات' کی قدر سماجی اور سیاسی سطح پر بھی اپنے گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ سماجی سطح پر ہر طرح کا فرقِ مراتب مٹا دیا جاتا ہے۔ بڑے اور چھوٹے، نیک اور بد، عالم اور جاہل، برابر کی حیثیت کے حامل قرار پاتے ہیں۔ جبکہ اسلام سماج کی سطح پر فرقِ مراتب کا داعی ہے۔ جس کا معیار تقویٰ قرار پاتا ہے: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات:۱۳)

''تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار رہے۔''

نبی ﷺ نے فرمایا کہ'' امام وہ بنے جو قرآن زیادہ جانتا ہو، پھر سنت پر زیادہ عمل کرنے والا، پھر عمر میں بڑا، پھر پہلے ہجرت کرنے والا۔'' جیسا کہ ابو مسعود انصاری سے مروی ہے:

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ؛ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ [سِنًّا]» (صحیح مسلم:۶۷۳)

''فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: قوم کی امامت وہ کرے جو قرآن زیادہ جانتا ہو۔ اگر قرآن میں برابر ہوں تو جو سنت زیادہ جانتا ہو۔ اگر سنت میں برابر ہوں تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو۔ اگر ہجرت میں برابر ہو تو جو عمر میں بڑا ہو۔''

سماجی حیثیت کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کا ایک اور فرمان بھی قابل توجہ ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا» (سنن ترمذی:۱۹۱۹)

''حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو ہمارے چھوٹے پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑے کی عزت نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔''

سیاسی مساوات

سیاست میں 'مساوات' One Man, One Vote کو جنم دیتی ہے۔ کوئی Ph.D ہے یا انگوٹھا چھاپ، کوئی انتہائی نیک و پرہیز گار آدمی ہے، یا کمینہ و بدکردار؛ سب کی حیثیت

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

'مساوی' ہے اور ہر کسی کو ایک ووٹ کا حق حاصل ہے۔کوئی کافر ہے یا مسلمان، مرد ہے یا عورت، پختہ عمر ہے یا نوجوان، ہماری جدید جاہلیت سب کو ایک آنکھ سے دیکھتی ہے، شاید دجال کی طرح اس کی بھی دوسری آنکھ ہے ہی نہیں۔

عبادات میں مساوات

'عبادت' میں بھی مساوات کی قدر کفر و اسلام اور شرک وتوحید کو یکساں سطح پر لانے میں اپنا کردار خوب نبھاتی ہے۔کوئی بتوں کا پجاری ہو یا قبروں کا مجاور، کوئی جاہلیت لٹکائے یا David Star، کوئی اللہ پروردگار عالم پر جان نچھاور کرے یا مٹی کی دھرتی پر مر مٹے، کوئی مرنے والے کے لئے دعا کرے، ایک منٹ کی خاموشی اختیار کرے یا موم بتی روشن کرے یا پھولوں کا گلدستہ رکھے۔عبادت بجا لانے کو مسجد بنائے، مندر بنائے، چرچ بنائے ، پگوڈہ بنائے ،ٹیمپل بنائے یا گوردوارہ بنائے ، جاہلیتِ جدیدہ کی نظر میں سب حق ہے، سچ ہے، انسانی حقوق ہیں ، آزادی ہے اور مساوات ہے۔کوئی باطل نہیں، کوئی جھوٹ نہیں، اسلام اور غیر اسلام کی کوئی تفریق نہیں، اللہ تعالیٰ کے حکم اور مخلوق کی روایات سب برابر ہیں۔

الغرض 'مساوات' اپنی حقیقت میں، حق و باطل، اور سچ وجھوٹ کو برابر کردینے کا نام ہے۔ حفظِ مراتب اور فرقِ مراتب کو تباہ و برباد کردینے کا نام ہے۔ اور یہ ظلم ہے، عدل کے منافی ہے۔عدل کی ضد ہے۔ اسلام 'عدل' کا دین ہے۔'انصاف' کو پسند کرتا ہے۔قسط کا حکم دیتا ہے۔حق اور اہلِ حق کو صدق پر فوقیت دیتا ہے،اور اہلِ صدق کو خیر ،اور اہلِ خیر کو باطل پر فوقیت دیتا ہے،اور اہلِ باطل پر کذب، اور اہلِ کذب کو شر اور اہلِ شر پر فوقیت دیتا ہے اور دونوں کو ایک دوسرے سے جدا اور علیحدہ جانتا ہے۔اوّل الذکر کے لئے جنت اور اللہ کی رضا اور آخر الذکر کے لئے عذابِ جہنم اور اللہ کی لعنت کی وعید سناتا ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ عدل وقسط کو پسند فرماتا ہے، عدل وقسط کا حکم دیتا ہے۔عدل کے قیام کے لئے اپنے پیغمبروں کو مبعوث فرماتا ہے، ظلم وزیادتی کو ناپسند فرماتا ہے۔ظلم وزیادتی کو مٹانے کا حکم دیتا ہے۔ اللہ کے پیغمبر ظلم کو مٹانے کی جدوجہد اور محنت کرتے رہے۔سب سے بڑا ظلم شرک ہے: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (لقمان:۱۳) اور سب سے بڑا عدل 'توحید' ہے۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرک کرنے والا ہمیشہ جہنم کا ایندھن بنے گا: ﴿مَن يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ﴾ (المائدۃ:۷۲) اور 'توحید' کا حامل آخرکار لازماً جنت میں جائے گا:«من مات من أمتى لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة» (صحیح بخاری:۳۲۲۲) ان قرآنی حقائق کا اعتقاد رکھ کر یہ کیسے مانا جاسکتا ہے کہ شرک کرنے والا، توحید ماننے والے کے برابر ہوسکتا ہے۔ 'مساوات' کا اُصول یہاں ظلم عظیم کے مترادف ہے۔

عدل کیا ہے؟

عدل کیا ہے؟ عدل کی سادہ سی تعریف یہی ہے کہ ''حق دار کا حق اَدا کرنا''یعنی جس چیز کا جو حق ہے، وہ اسے دینا 'عدل' کہلاتا ہے۔عدل کا مفہوم علما بیان کرتے ہیں:

اَلتَّسْوِيَةُ بَيْنَ الْمُتَمَاثِلَاتِ وَالتَّفْرِقَةُ بَيْنَ الْمُخْتَلِفَاتِ

''ہم مثل چیزوں میں برابری قائم کرنا اور مختلف چیزوں کے درمیان تفریق کا رویہ اپنانا۔''

اس تعریف کے بعد اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی شے کا حق کیا ہے؟ یہ کیسے معلوم ہوگا؟ اس کا جواب ہے: 'شریعتِ اسلامی' یعنی شریعتِ اسلامیہ ہی عدل وتوازن اور اعتدال کا نام ہے اور کفر اپنی تمام تر تشریحات میں ظلم، بے انصافی اور عدمِ اعتدال ہے۔اس اعتبار سے ظلم و بے انصافی اور عدمِ اعتدال پر مبنی وہ فیصلہ وحکم ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم و فیصلہ اور شریعت سے ہٹا ہوا ہو، قرآنِ مجید میں اِرشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُولَـٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (المائدۃ:۴۵)

''اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہی ظالم ہیں۔''

﴿وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾ (النساء:۵۸)

''اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔''

عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے سے کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے ہوتی ہے جسے سیّدنا علیؓ نے روایت کیا ہے:

«كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ نَبَأُ مَا كَانَ قَبْلَكُمْ، وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ، وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ، وَهُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ...... مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ، وَمَنْ عَمِلَ بِهِ أُجِرَ، وَمَنْ حَكَمَ بِهِ عَدَلَ» (سنن ترمذی:۲۹۰۶)

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ اللہ کی کتاب ہے جس میں گذشتہ قوموں کے حالات ہیں اور آنے والے واقعات کی خبر ہے ۔ یہ کتاب تمہارے درمیان پیش آنے والے مسائل کے لیے فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے۔ یہ فیصلہ کرنے والی کتاب ہے، کوئی مذاق نہیں...... جس نے اس کی بنا پر کوئی بات کہی تو سچ بولا، جس نے اس کی بنا پر عمل کیا تو وہ اَجر کا مستحق ہوگیا اور جس نے اس کے مطابق فیصلہ کیا تو اس نے عدل کیا۔''

اسلام 'دینِ عدل' ہے۔ بندہ ہونے کے ناطے مرد اور عورت برابر ہیں تو نماز کی ادائیگی اور روزہ رکھنا دونوں پر فرض ہے۔ صنفی اعتبار سے مختلف ہیں تو عورت کے لئے حیض کے دنوں میں نماز معاف اور روزہ قضا کر دیا گیا۔ وراثت کا حق دار تو دونوں کو قرار دیا گیا، لیکن ذمہ داریوں میں فرق کی وجہ سے حق میں تفریق کر دی گئی۔ معاشی سرگرمیوں کی اجازت دونوں کے لئے ہے لیکن فریضہ یہ مردوں کا قرار پایا۔ جہاد میں شرکت کی اجازت دونوں کے لئے ہے، لیکن فرض مردوں پر ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے گورا اور کالا، عربی و عجمی، اَمیر و غریب پیدا کیا، اس بنیاد پر تفریق کو حرام قرار دیا۔ مگر انسان کی روحوں سے 'عہدِ اَلست' لے کر توحید کی تعلیم دی۔ پھر اُنہیں فطرتِ سلیم پر پیدا کیا۔ پھر آسمانوں سے وحی کا نور نازل کیا۔ اب کچھ لوگوں نے وحی کے نور اور نورِ فطرت پر لبیک کہا اور اللہ کا فرماں بردار یعنی 'مسلم' بن گئے اور دوسرے لوگوں نے نہ صرف نورِ وحی کا کفر کیا بلکہ نورِ فطرت کو بھی مسخ کرنے پر تلے رہے۔ اللہ کے باغی و سرکش بن کر زندگی بسر کی، ایسے لوگ کافر کہلائے۔

دونوں کے حقوق و فرائض برابر کیسے ہوسکتے ہیں؟ دونوں مساوی کیسے ہوسکتے ہیں؟ ایک اَشرف المخلوقات کے درجے پر فائز اور دوسرا اَسفل السافلین میں جا گرا۔ جانوروں سے بھی بدتر درجہ میں! یوں اسلام تمام 'اَدیانِ عالم' یعنی زندگی گزانے کے مختلف طریقوں کو برابر حیثیت دینے کے لیے قطعاً تیار نہیں بلکہ اللہ کے دین کو 'الحق' اور باقی تمام اَدیان کو باطل قرار دیتا ہے اور انبیاء و رسل کو 'حق' کے غالب کرنے اور باطل کو مٹانے کے لیے مبعوث کرتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (الصّف:۹)

''وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب اَدیان غالب کردے۔''

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب وحکمت

مولانا ابوالجلال ندویؒ، کراچی

حبِ مال اور قرآنی دعوت

نُزولِ قرآن کے تناظر میں

> فاضل مضمون نگار نے ۱۹۱۴ء میں ندوۃ العلما، لکھنؤ سے سندِ فراغت حاصل کی، دارالمصنّفین کے جریدے 'معارف' کی مجلس ادارت کے رکن رہے اور متعدد موضوعات پر تحقیق کی۔ آپ قدیم زبانوں کے عالم تھے جن میں عبرانی، سریانی، حمیری، سبائی قابل ذکر ہیں۔ متداول علوم اسلامیہ کے علاوہ تورات وانجیل پر بھی عبور حاصل کیا۔ ۱۹۸۴ء میں کراچی میں وفات پائی۔ زیر نظر مضمون ان کی کتاب 'ربوٰ، زکوٰۃ اور ٹیکس' کے صفحات ۶۵ تا ۹۶ سے ماخوذ ہے جسے بعض ضروری مقامات بالخصوص ترجمہ سورۃ الہمزۃ اور آئین میراث کی ضروری اصلاح کے بعد شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

قرآنی سورتوں کی ترتیبِ نزولی

قرآن کی وہ آیات، جن کا کچھ بھی مالیات سے واسطہ ہے، قرآنِ کریم کے نزول کی ترتیب سے اُنہیں ملاحظہ فرمائیے۔ ربا سے متعلق قدیم تر آیت سورۃ روم میں ہے جو غزوۂ بدر سے سات برس پہلے ۶ ق ھ یا ۵ ق ھ میں نازل ہوئی۔ ان آیات کو پیش کرنے سے مقصود یہ بھی ہے کہ تحریم ربا سے پہلے اللہ نے اور کیا کیا اُمور حرام قرار دیئے تھے۔

قرآن کریم ۱۱۴ سورتوں کا مجموعہ ہے۔ ۲۷ سورتوں میں صرف مدنی آیتیں ہیں۔ ۵ سورتوں میں مکی دور کے آخری اور مدنی دور کے ابتدائی زمانہ کی آیتیں ہیں جب کہ ۶۰ سورتوں میں ایسی مکی آیات ہیں جن کی اندرونی شہادتیں یا ان سے متعلق مستند روایتیں بتاتی ہیں کہ کچھ لوگوں کے قبولِ اسلام کے بعد سے لے کر آپ ﷺ کے قیامِ مکہ کے آخری دن کے عرصہ کے دوران نازل ہوئیں۔ ۲۲ سورتیں ایسی ہیں جن کی بابت نہ تو کوئی روایت بتاتی اور نہ ان کی اندرونی شہادت سے ظاہر ہوتا کہ وہ کچھ لوگوں کے اسلام کے بعد اُتریں۔ ان ۲۲ سورتوں میں سے ۱۳ سورتیں ایسی ہیں جن کی اندرونی شہادت یا ان سے متعلق روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کافروں

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کسی نہ کسی بات کے جواب میں اُتریں۔ سورہ القدر، سورہ الفاتحہ، سورہ نوح، سورہ العادیات سورہ التکاثر، سورہ القارعہ، سورہ الفیل، سورہ القریش کسی کے سوال یا اعتراض کا جواب نہیں ہے۔ ان ۹ سورتوں سے پہلے سورہ العلق ۱ تا ۵ کو بھی رکھ لیجئے کیوں کہ قرآن کے نزول کا سلسلہ اِنہی سے شروع ہوا۔

ان ۹ سورتوں میں سے سورۂ قدر کے اندر نزولِ قرآن کی پہلی رات کو خطرہ کیہر بات سے مامون بتایا گیا ہے۔ فاتحہ کا ذکر سورۃ حجر میں سبعًا من المثاني کے لقب سے وارد ہے۔ یہ بات امام بخاریؒ کی حدیث کے مطابق حضرت ابوسعد بن معلیؓ کو خود رسول اللہ ﷺ نے بتائی تھی۔ سورہ نوح اور عادیات کے علاوہ جتنی سورتوں میں حیات بعدممات سے متعلق آیتیں ہیں، ان سب میں یا تو کفار کی تکذیب کا ذکر ہے یا ان کے تردیدی اَقوال منقول ہیں، اس لیے علق: آیات ۱ تا ۵ ، قدر ، فاتحہ، نوح، اور عادیات قطعی طور پر قرآنِ مجید کی قدیم ترین آیتیں ہیں۔ ہمزہ، تکاثر، فیل، قریش اور قارعہ کو بھی اِنہی ایام کی سورتیں قرار دیا جا سکتا ہے۔

حبِ مال

یہ امر قارئین کے لئے باعثِ حیرت ہوگا کہ توحید و رسالت پر ایمان کے مطالبہ سے پہلے اللہ نے اہل مکہ کی توجہ مبذول کی تو اس امر کی طرف کہ مال کی محبت مستوجبِ عذاب ہوتی ہے۔ جن لوگوں کی نظر ایامِ جاہلیت کے عربي اشعار پر ہے، ان کو معلوم ہو گا کہ عرب کے نزدیک سب سے بڑا عیب مال کا حریص ہونا تھا، ہر عرب کو مال و دولت سے نہایت بے پروا ہونے کا اِدّعا تو تھا، مگر ان کی اقتصادی زندگی کا ہر مرسوم یہ خبر دیتا تھا کہ یہ قوم مال کی بے حد حریص تھی۔ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو بڑی بے مروّتی سے لوٹ لیا کرتا تھا اور قبیلہ کا شاعر بڑے فخر سے اپنے غارت گرانہ کمالات پر ناز کرتا تھا۔

سورۂ عادیات

سورۂ عادیات میں اللہ نے ان کی غارت گری کی تصویر کھینچ کر اس تصویر سے یہ ثابت کیا کہ الانسان مال و دولت کا بے حد حریص ہوتا ہے، عرب کی سب سے زیادہ دکھتی رگ یہی تھی کہ اس کو مال کا حریص کہا جائے۔ لہٰذا اللہ نے عربوں کی اقتصادی اِصلاح کی غرض سے

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلے اس دکھتی رگ پر اُنگلی گاڑی اور فرمایا:

﴿وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝ فَأَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝ وَّإِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝ وَّإِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ﴾ (العادیات:۱تا۸)

''شاہد ہیں ٹولیاں جو ہانپتے گھوڑے دوڑاتی ہیں پھر چقماق رگڑ کر آگ روشن کرتی ہیں پھر صبح کے وقت چھاپہ مارتی ہیں، پھر اسی صبح میں گرد اُڑاتی ہیں، پھر اسی صبح میں ایک اجتماع کے بیچ میں گھس جاتی ہیں۔ یقیناً انسان اپنے ربّ کا احسان فراموش ہے اور یقیناً وہ اس حقیقت کا خود گواہ ہے اور یقیناً وہ مال کی محبت میں بہت سخت ہے۔''

عرب کے سب مشرکوں کا نہیں تو اکثر مشرکوں کا یہ گمان تھا کہ اللہ سرّ ونجویٰ کو نہیں سنا کرتا (الزخرف:۸۰) انسان کے بہت سے اعمال کی اس کو خبر نہیں ہوتی (حمٓ السجدۃ:۲۲) اس لیے ان آیتوں میں الانسان کو مال ودولت کا بے حد حریص ثابت کرنے کے بعد اللہ نے فرمایا:

﴿اَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝ إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ﴾ (العادیات:۹تا۱۱)

''تو کیا اسے علم نہیں کہ جب برآمد کیا جائے گا جو کچھ قبر میں ہے اور حاصل کیا جائے گا جو سینوں میں ہے، بے شک اس دن تو ان کا ربّ ان کی خبر لے کے رہے گا۔''

چوری، ڈاکہ، فریب، دھوکہ، دغا بازی، حق تلفی، بہانہ بازی، غصب، سود خوری غرض ایک لمبی فہرست جرائم کی گنائی جا سکتی ہے جس کی بنیاد حب مال ہے۔اس لیے سب سے پہلے انسان کے جس روحانی مرض کی طرف وحی الٰہی نے اشارہ کیا وہ یہی ہے۔ہمیں غور کرنا چاہیے کہ ہمارے پاکستانی معاشرہ کو جو گھن چاٹ رہی ہیں ان میں حبِ مال بھی تو شامل نہیں ہے۔ مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ ہمارے روحانی امراض میں اس مرض کو نمایاں حیثیت حاصل ہے، دنیاداروں کو کیا کہیے، مرشدوں کو نذر ونیاز چاہیے، خطیبوں کو خطبوں کا دام چاہئے۔ اماموں کو نماز کی قیمت چاہیے إِنْ اَجْرِيَ إِلَّا عَلٰى اللهِ کہنے والا شاید ہی کہیں نظر آئے:

مال کی محبت روز بروز دن دوگنی رات چوگنی ہوتی جاتی ہے۔ مال ودولت کی محبت کو بالکل مٹایا تو نہیں جا سکتا، لیکن اسے قابو میں لانا ضروری ہے، آپ پوچھیں گے کہ وہ کیسے؟ پوچھیے

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بلکہ سوچیے حضور ﷺ کو یہ بتایا کہ لوگوں کے لئے حبِ شہوات کو دلکش بنا دیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ اَ ؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ﴾ (آل عمران:۱۵)

''کہہ دیجیے کیا میں تمہیں خبر دوں ان سب سے بہت بہتر کا۔''

قرآن مجید سے اور اَحادیث سے اور قدماے مسلمین سے اس بہتر کا سراغ لگائیے، اہل علم کو بتائیں کہ حبِ مال کو کس طرح حبِ آخرت پر مبدل کیا جا سکتا ہے۔ میرا مقصود صرف اس قدر بتانا تھا کہ اِصلاحِ معاش کے لئے سب سے پہلے اللہ نے مال کی محبت کو مستوجب ِعذاب قرار دیا۔ ہمارا یہ عقیدہ ہی نہیں رہا اور اگر ہے تو بہت کمزور ہے کہ حبِ مال ایک ایسا جرم ہے جس کی آخرت میں ہم کو سزا دی جائے گی۔

سورۂ تکاثر

سورہ عادیات اور سورہ تکاثر دونوں بالکل ابتدائی سورتیں ہیں۔ حبِ مال جب تک ایک فرد کے دل میں رہتا ہے تب تک وہ حبِ مال ہے، لیکن جب وہ ایک ایک فرد کے دل پر قبضہ جما لیتا ہے تو وہ 'تکاثر' بن جاتا ہے۔ تکاثر کے معنی ہیں دولت مندی میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے اور ایک دوسرے کو زک دینے کے لئے مقابلہ ومسابقت۔ حبِ مال کی تقبیح کے بعد اللہ نے تکاثر کی تقبیح فرمائی اور ارشاد فرمایا:

﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ﴾ (سورۃ التکاثر)

''غفلت میں رکھتا ہے تم کو تکاثر یہاں تک کہ تم (اپنی اپنی) قبریں دیکھتے ہو، پھر زنہار وقت آتا ہے جب تم جان لوگے یقیناً تم لوگ دوزخ کو دیکھو گے، پھر تم اسے ضرور دیکھو گے بالیقین دیکھنا، پھر تم سے اس دن (اب کی) خوش حالی کی باز پرس ہوگی۔''

ہمارے آج کے جدید ماہرین معاشیات جس اقتصادی نظام کے پیش نظر اسلامی شریعت کی جراحی کر کے اس کے مادّۂ فاسد کو مغربی ڈاکٹروں کے مشورہ سے نکال پھینکنے کے لئے تیار ہیں اور ہم کو تیار کرنا چاہتے ہیں، اس کا تار پود 'تکاثر کا جواز' ہے۔ تکاثر کے جواز پر پابندی لگتے

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی اس نظام کے پرزے پرزے بکھر جائیں گے جس طرح اس سورہ نے عربی اقتصادیات کی جان نکال دی اور اس کی جگہ ایک ایسا نظامِ زندگی وجود میں آیا کہ ایک مدت تک مسلمانوں میں زکوٰۃ قبول کر سکنے والا بہت تلاش کے بعد مشکل سے ملتا تھا۔

سورۂ ہمزہ اور جمع مال

اِنہی ابتدائی ایام کی سورتوں میں سے ایک سورۃ ہمزہ ہے۔ حبِ مال ترقی کر کے جب تکاثر بن جاتا ہے تو ہر شخص کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ اگر واقعی دولت مند ہے تو سچ مچ عالم بیداری میں، ورنہ خواب یا تمناؤں کے عالم میں دولت پر دولت کا انبار لگاتا ہے اور گنتا رہتا ہے: ایک، پھر دو، پھر چار، پھر آٹھ۔ عرب میں ایسے بھی تھے جو تجوریوں میں مال پر مال اکٹھے کرتے تھے اور ایسے بھی تھے جن کی جیبیں خالی تھیں مگر ان کی تمناؤں کا صندوق گنجینۂ قارون سے کم نہ تھا، اس لیے اللہ نے فرمایا:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ ۝ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ ۝ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ﴾

(سورہ الہمزۃ)

”خرابی ہے ہر ایسے کے لئے جو طعنہ دیتا ہے عیب لگاتا ہے جو کہ مال کو یکجا کرتا اور (ایک، دو، چار) گنتا رہتا ہے، خیال رکھتا ہے کہ اپنے مال کو ہمیشہ رکھے گا (اس کو)۔ نہیں زنہار، نہیں اسے تو جھونکا جائے گا توڑ دینے والی میں اور تو کیا جانے کہ توڑ دینے والی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آگ ہے بھڑکائی جانے والی جو کہ جھانک لیا کرتی ہے دلوں کو ان پر اسے گھیر دیا جائے لمبے لمبے ستونوں (کی صورت) میں۔“

مدنی سورہ توبہ میں چاندی سونے کے کنز کی برائی اور اس کا مستوجبِ عذاب ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اَحادیث میں احتکار کی برائی کا بھی بیان ملے گا، میں نے اپنے مضمون کو قرآن تک محدود رکھا ہے۔ بعض اصحاب کہیں گے کہ جمع مال یا کنز سے مراد دولت کو تجوریوں میں قید کر کے بے مصرف بنا دینا ہے، لیکن ایسا نہیں ہے۔ عدَّدہ کا مطلب ہے ایک پھر دو پھر چار پھر آٹھ کہہ کر لینا۔ جن لوگوں کی تفہیم کے لئے یہ سورہ اُتری وہ اپنا مال تجوریوں میں بند کر کے

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں رکھتے تھے بلکہ بیوپار یا بیوہار میں چالو رکھتے تھے۔

بینکنگ کو لوگ خیال کرتے ہیں کہ نئی چیز ہے مگر عراق میں یہودیوں کے ایسے تمسکات مل چکے ہیں جن سے پانچویں اور چھٹی صدی قبل مسیح سے بینکنگ کے رواج کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت عباسؓ خود ایک ساہوکار بینکر تھے۔ اہل مکہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنا مال امانت رکھا کرتے تھے، لیکن آپ حفظِ امانت کی اُجرت نہیں لیتے تھے اور امانت کا مال کاروبار میں نہیں لگاتے تھے۔ حضرت عباسؓ امانت کی رقم کاروبار میں لگاتے تھے، اس لیے سود دیتے اور سود لیتے تھے جسے بعد میں چل کرنا جائز قرار دیا گیا ہے۔

سورۂ نوح اور معیارِ توقیر

حبِ مال، تکاثر اور جمع مال کی رِیت نے دولت کو معیارِ توقیر بنا دیا تھا۔ جو شخص جتنا زیادہ دولت مند ہوتا تھا، اتنا ہی زیادہ مؤقر اور معزز ہوتا تھا۔ اس لیے ایک دولت مند دوسرے کے مقابلہ میں ناز کیا کرتا تھا کہ ﴿أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا﴾ (الکہف:۳۴) یعنی میں تجھ سے زیادہ مال دار اور تجھ سے زیادہ (کماسُت) افراد خاندان والا ہوں۔ چونکہ دولت معیارِ توقیر تھی، اس لیے عرب کے لوگ قومی قیادت اور سرداری کا حق دار بھی دولت مند ہی کو باور کرتے تھے۔ حبِ مال، تکاثر اور جمع مال کی تقبیح کے بعد اللہ نے عربی معیارِ توقیر کے بدلنے کی طرف توجہ دی۔ سورہ نوح میں جو کہ کسی کے قبولِ اسلام اور کفار کے بحث وجدال کا سلسلہ چھیڑنے سے پہلے اُتری۔ قصہ نوحؑ کے سلسلے میں فرمایا:

﴿قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا﴾ (نوح:۲۱)

''نوحؑ نے کہا: اے میرے ربّ! ان لوگوں نے میرا کہا نہیں مانا بلکہ ایسے کی بات مانی جس کے مال اور اولاد نے اس کے خسارے کو بڑھایا۔''

قومِ نوح کا معیارِ توقیر بھی مال دار ہونا تھا، اس لیے وہ مال دار ہی کو اپنا رہنما اور اپنا حاکم ماننا چاہتے تھے۔ نوحؑ کا مدمقابل ایک دولت مند رئیس تھا۔ قوم نے دولت کی بات مانی، نوحؑ کی بات نہیں مانی۔ بنی اسرائیل میں بھی حضرت طالوتؑ کے زمانہ تک دولت ہی معیارِ توقیر تھی

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حکومت کا حق بھی دولت مند کو تھا۔ چنانچہ جب اُنہوں نے اپنے زمانہ کے نبیؑ کے ذریعہ سے مانگ کر طالوت پایا تو کہنے لگا:

﴿قَالُوْا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ﴾ (البقرۃ:۲۴۷)

''ہم پر حکومت کا حق اسے کہاں سے مل گیا۔ حالانکہ حاکم ہونے کے حق دار اس سے زیادہ ہم ہیں اور اسے مالی وسعت نہیں دی گئی۔''

قریش کا بھی معیارِ توقیر مال تھا۔ سورۃ القلم: ۱۰ تا ۱۴ پڑھو۔ ایک شخص کا نام لیے بغیر اخلاقی حلیہ بیان کیا گیا ہے۔ ہمیں اس کے نام کی جستجو نہ کرنی چاہیے۔ نہایت بد اَطوار ہونے کے باوجود وہ شخص مقتدائے قوم تھا، اللہ نے ایسے بد اَطوار کی اطاعت سے منع کیا ہے۔ وہ صرف اس لیے قوم کا مقتدا تھا: ﴿اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِيْنَ﴾ (القلم:۱۴)

''وہ مال اور اولاد والا تھا۔''

قرآنِ کریم میں کہیں آیت اس مضمون کی تو نہیں ہے کہ دولت مند کسی صورت میں مستحق توقیر نہیں ہوتا، لیکن دولت کو معیارِ توقیر بنانے کے خلاف جا بجا اِشارے ملتے ہیں۔ سورۃ العلق میں فرمایا: ﴿كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى﴾ (العلق:۶،۷)

''زنہار! کیونکہ انسان سرکش ہو جایا کرتا ہے جب کہ خود کو دیکھ لیتا ہے کہ غنی ہو گیا ہے۔''

قرآنِ کریم کی چار آتیوں زخرف: ۲۳، سبا: ۳۴، مؤمنون: ۶۴، اور اسرائیل: ۱۶ میں گناہ گاروں کی ایک قسم کا ذکر مُترفین کے نام سے آتا ہے۔ یہ لفظ ترف سے مشتق ہے، عبرانی لفظ ترافیم اسی سے بنا ہے۔ گھریلو بتوں کو، جو لکڑی کے ہوتے تھے اور ان پر سونے چاندی کی خول چڑھی ہوتی تھی، ترافیم کہتے تھے۔ ترف کے معنی عبرانی میں ناز و نعمت اور آرام میں پلنا ہے۔ اصلی مفہوم سونے چاندی میں منڈھا ہونا۔ عربی میں ترفة کے معنی ہیں: چہرہ کی چمک دمک بوجہ خوشحالی۔ اِتراف کے معنی ہیں: ناز و نعمت میں پالنا۔ مترف کے معنی ہیں: وہ جسے ناز و نعمت سے پالا گیا ہو۔ اپنے دست و بازو سے کما کے دولت مند ہونے والے کو مترف نہیں کہتے تھے۔ مترف وہ دولت مند ہے جو دولت میں پلا ہو۔ زخرف: ۲۳ اور سبا: ۳۴ میں بتایا گیا ہے کہ انبیا کرام کی مخالفت ہمیشہ مترفین نے کی۔ مؤمنون: ۶۴ میں مترفین کے مستحق عذاب

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کا ذکر ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل میں جو کہ ان پانچ سورتوں میں سے ہے جن میں مکی اور مدنی عہد کی آیتیں ہیں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ﴾ (بنی اسرائیل:١٦)

''اور جب بھی ہم نے کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہا تو اس بستی کے ناز پر وردہ لوگوں کو حکم دیا تو اُنہوں نے اس میں فسق و فجور سے کام لیا۔ تب اس پر بات حق ہوگئی۔ پھر ہم نے اسے تباہ و برباد کر دیا۔''

خوش حال و ناز پروردہ ہونا اور بہت مال دار ہونا انسان کو فسق و فجور میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس لیے آپ نے دیکھا کہ بالکل ابتدائی دنوں میں اللہ کی توحید کی طرف، ملائکہ پر ایمان کی طرف، کتبِ سماویہ کی اتباع کی طرف اور رسولوں کی اطاعت کی طرف دعوت دینے سے پہلے مگر حیات بعد ممات اور عذاب آخرت کے اثبات کے ساتھ اللہ جل جلالہ نے حبِ مال، تکاثر، جمع مال اور مالداری کو معیارِ توقیر قرار دینے کی مخالفت کی۔

موجودہ اقتصادی نظام ان چاروں جرائم کا روادار ہے۔ پاکستان میں بھی معیارِ توقیر مال داری ہے اور حکومت و قیادت کا حق بھی مال دار ہی کو ہے۔ آئین ساز جماعتوں کا رکن ہونے کے لئے زرِ ضمانت جمع کرانا، اُمیدوار کو تھوڑی مگر کچھ رقم انتخاب کے لئے جدو جہد میں صرف کرنے کی اجازت دینا، سیاسی جماعتوں کی سربراہی کے لیے دولت مندوں کو تاکنا، بڑی تنخواہ والے نوکر کو چھوٹی تنخواہ والے سے زیادہ معزز سمجھنا، ایک متقی امام مسجد کے مقابلے میں ایک غیر متقی دولت مند کو زیادہ عزت دینا۔ ایک شخص کے وقار کو آنے، پائی اور روپیہ کے ترازو پر تولنا یہ سب اسی اقتصادی نظام کی برکتیں ہیں۔ پاکستانیوں ہی کا نہیں دنیا بھر کے مسلمانوں کا اخلاق ناگفتہ بہ ہو گیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اگر زندہ ہو کر آجائیں تو وہ شاید اپنی اولاد کو ان کی صورتیں اور سیرتیں دیکھ کر ابوجہل اور ابولہب سے بھی برے لوگ سمجھیں گے اور ہمارے تجدد پسند اکابر ان کو ڈنڈے لے کر دوڑائیں گے کہ یہ کٹھ ملاّ ہمارے دیس میں کیوں آگئے؟

ہم میں اسلام سے فرار پایا جاتا ہے، اس کی بنیادی وجہوں میں سے ایک یہ ہے کہ مدتوں

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہماری قیادت پر مترفین کا قبضہ ہے۔ جب تک ہم دولت کو اپنا معیارِ توقیر بنائے رکھیں گے، تب تک تقویٰ اور علم دین کے بجائے ذو مال اور مترف ہونے کو وقار اور قیادت اور حکمرانی کی وجہ استحقاق سمجھتے رہیں گے۔ اللہ کا ناطق فیصلہ ہے کہ ہم اس کے قہر وغضب ہی کے حقدار ہوں گے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ نفس دولت مند ہونا کسی کو معزز یا مستحق قیادت ہونے سے محروم کر دیتا ہے بلکہ مقصود صرف یہ بتانا ہے کہ ذو مال، اور مترف ہونے کو معیارِ توقیر نہ ہونا چاہیے۔ مترفین سے ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیے۔ چونکہ میرا مضمون صرف مالیات تک محدود ہے، اس لیے اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کہ ہمارا معیارِ توقیر کیا ہونا چاہیے؟

سورہ القیامہ، النساء، النازعات، الانفطار، الاعلیٰ، الغاشیہ، الشّمس، الضحیٰ، الکوثر، الکافرون، الاخلاص، الرحمٰن اور الحاقہ یہ تیرہ سورتیں لوگوں کے اعتراضوں یا سوالات کے جواب میں اُتریں، ان میں سے الضحیٰ، اور الحاقہ میں مالیات سے متعلق آیتیں ہیں۔ سورۃ الرحمٰن میں بھی ایک آیت ہے جس میں میزان درست رکھنے کا حکم ہے۔ مگر ایسی آیتوں کے ساتھ ہے کہ اس کا کچھ اور مطلب بھی ہوسکتا ہے جس کا تعلق کائنات سے ہوسکتا ہے۔

سورۃ الضحیٰ اور یتیم وسائل کی توقیر

چونکہ عرب کا معیارِ توقیر خوش حالی اور دولت تھی، حضور ﷺ یتیم پیدا ہوئے اس لیے ایک زمانہ آپ پر تنگ دستی کا گذرا۔ خوش حالی کے دنوں میں بھی آپ نے مسکین کی سی زندگی بسر کی کیونکہ اپنی کمائی محتاجوں پر صرف کرتے تھے اور فیاضی کی نمائش نہ کرتے تھے، اس لیے لوگوں نے طعنہ دیا کہ ودعه ربه وقلا یعنی اسے اس کے ربّ نے چھوڑ دیا اور اسے رخصت کر دیا ہے۔ ایسا طعنہ کسی اور وجہ سے حضرت داؤد کو بھی دیا گیا تھا۔ چنانچہ وہؑ فرماتے ہیں کہ

> ''میرے دشمن میری بابت باتیں کرتے ہیں، اور میری طرف تاکتے ہوئے باہم مشورہ کرتے وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے اسے چھوڑ دیا ہے، اس کا پیچھا کر کے اسے پکڑ لو، کیونکہ کوئی نہیں جو اسے چھڑائے۔'' (زبور ۷۱:۱۰،۱۱)

> تو ہی اے اللہ! میری توانائی ہے، تو نے مجھے کیوں ترک کر دیا ہے۔ (زبور ۴۳:۲)

کفار نے جب حضور ﷺ کے خلاف یہی بات کہیں جو کبھی حضرت داؤدؑ کی بابت کہی گئی

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی تو اللہ نے وحی نازل فرمائی:

﴿وَالضُّحٰى ۞ وَالَّيْلِ إِذَا سَجٰى ۞ مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۞وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۞وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۞اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۞ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۞ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۞فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۞ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۞ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴾

''دن کی روشنی شاہد ہے اور رات جب کہ تاریک ہو جاتی ہے۔ تیرے ربّ نے نہ تو تجھے چھوڑ دیا ہے اور نہ وہ ناراض ہے اور تیرا مستقبل تیرے ماضی سے بہتر ہوگا اور تجھے تیرا ربّ دے گا تو خوش ہو جائے گا۔ کیا اس نے تجھے یتیم نہ پایا پھر پناہ دی اور تجھے ناکام پایا پھر راہ کامیابی دکھائی اور تجھے تنگ دست پایا اور غنی بنا دیا؟ اس لیے یتیم پر سختی نہ کرنا اور مانگنے والے کو نہ جھڑکنا اور اپنے ربّ کی نعمت کا تذکرہ کر۔'' (سورۃ الضحیٰ)

ہر زبان میں بعض الفاظ متعدد معانی پر دلالت کرتے ہیں۔ جملے کے دیگر الفاظ کی مدد سے کثیر المعانی لفظ کے معنی میں سے ایک کی ترجیح ہوتی ہے۔ ضلال کے متعدد معانی ہیں:

أبرھة الأشرم کے کتبے میں...... ضللن (ضلالنا) ہماری دوستی کے معنی میں آیا۔

ضلال عربی میں 'عشق ناکام' کو بھی کہتے ہیں۔ ﴿تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ﴾ میں ضلال بے جا محبت کے معنی میں آیا۔

ضلّ سعیھم کے معنی ہیں: ان کی کوشش ناکام رہی۔

سورۃ القلم میں ہے کہ أصحاب الجنة نے اپنے باغ کی تباہی دیکھ کر کہا: ﴿ إِنَّا لَضَآلُّوْنَ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ﴾ یعنی ہم نامراد بلکہ محروم ہو گئے۔

ضلال گمراہی کو کہتے ہیں۔ اس معنی میں بکثرت قرآن میں یہ لفظ آیا ہے۔ راستے کی تلاش کو بھی کہتے ہیں مگر قرآن میں اس معنی میں یہ لفظ نہیں آیا ہے۔ ضلال کی ضد 'ابتدا' اور اضلال کی ضد 'ہدایت' ہے۔

اب سورہ پر غور کرو۔ تین دعووں کی ترتیب سے تین دلیلیں اور دلیلوں کی ترتیب سے تین نصیحتیں ہیں: آیت نمبر۳، نمبر۶ اور نمبر۹ بالترتیب دعویٰ، دلیل اور حکم ہیں، دعویٰ یہ ہے کہ تیرے ربّ نے تجھے چھوڑ نہیں دیا ہے، دلیل یہ ہے کہ تو یتیم تھا، اس نے تجھے پالا پوسا، حکم یہ ہے کہ

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یتیم کی توقیر کرتے رہنا، اسے ستانا نہیں۔

آیت نمبر۵، نمبر۸ اور نمبر۱۱ دعویٰ دلیل اور حکم ہیں۔ دعویٰ یہ ہے کہ تجھے تیرا ربّ دے گا تو خوش ہو جائے گا۔ دلیل یہ ہے کہ تو تنگ دست تھا، اس نے غنی کر دیا، حکم یہ ہے کہ اللہ نے جو کچھ دیا ہے، اس کا تذکرہ کر۔

اسی طرح نمبر۴، نمبر۷ اور نمبر۱۰، دعویٰ، دلیل اور حکم ہیں۔ ساری آیتیں مالی حالت سے تعلق رکھتی ہیں۔ دعویٰ یہ ہے کہ تیرا مستقبل تیرے ماضی سے بہتر ہوگا، دلیل یہ ہے کہ تو ضال تھا (تیری کوششیں رائیگاں جاتی تھیں) اس نے راہِ فلاح بتائی۔ حکم یہ کہ مانگنے والے کو نہ جھڑکنا، سورہ کے لف ونشر کو اور ضل سعیھم کو خیال میں نہ رکھنے کی وجہ سے اور اُردو میں ترجمہ کرنے والوں کے ایک لفظ پر اصرار نے سورہ کے فہم میں دشواریاں پیدا کر دی ہیں۔

یہ سورۃ الفرقان :۳۲،۳۳ کے مطابق حضرت رسول اللہ ﷺ کی تشفی کے لئے اُتری مگر اس سے ہم کو حسبِ ذیل مسائل معلوم ہوئے جن کو ہماری اقتصادی نظام کا جزو ہونا چاہیے۔

① یتیم کی توقیر واجب ہے، اس پر سختی نہ کرنی چاہیے۔

② سائل کی توہین نہیں کرنی چاہیے۔

③ اللہ نے بندے پر جو نوازش کی ہے اس کو ظاہر کرنا چاہیے، خصوصاً خدامِ دین کو۔

ہم نے دیکھا ہے ایک وکیل جس کی آمدنی زیادہ تر قانون کی کمزوریوں سے مجرموں کے حق میں استفادہ کا اجر ہوتی ہے، قانون کے بجائے قانون شکن کی حمایت کی مزدوری ہوتی ہے۔ وہ جب خدمتِ خلق کا مدعی بن کر آتا ہے تو لوگ اس سے نہیں پوچھتے کہ تیری آمدنی حلال ہے یا حرام؟ لیکن جب ایک متقی آدمی سامنے آتا ہے تو لوگ طرح طرح کے شبے ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہو نہ ہو اسے فلاں ادارہ کچھ دیتا ہے، فلاں حکومت کچھ دیتی ہے۔

شیطان اس طرح اتقیا کی عزت پر دھبے لگایا کرتا ہے اور فساق کی عزت بڑھایا کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی تحدیثِ نعمت کا اس لیے حکم ہوا تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کا ہادی کسی کا دست نگر نہیں ہے۔ جب کبھی عوام کو شبہ ہو جاتا ہے کہ ان کو اس کی تعلیم دینے والا محتاج اور کسی نہ کسی کا دست نگر ہے، تو پھر اس کی باتوں میں کوئی اثر نہیں رہتا۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علوم وفنون، اَفکار ونظریات اور تنظیموں وتحریکوں کے مرکز 'لاہور' میں عظیم الشان لائبریری

المكتبة الرحمانية

اَساتذہ، محققین اور اعلیٰ تعلیم کے طلبہ کی علمی ضروریات کا اہم مرکز ومرجع

- لائبریری میں ہمہ نوعیت کے موضوعات پر پچیس ہزار علمی ودینی کتابیں موجود ہیں۔
- لائبریری کا نظام معروف بین الاقوامی معیار DDC سکیم کے تحت مرتب کیا گیا ہے۔
- کارڈ کیٹلاگ سسٹم کی مدد سے مطلوبہ کتاب تک رسائی ممکن ہے۔
- کتابوں تک رہنمائی ورسائل کے لیے علمی شخصیات اور فاضل انچارج کی خدمات حاصل ہیں۔
- جملہ اہم اردو وعربی تفاسیر اور علومِ تفسیر سے متعلقہ تمام نمایاں کتب موجود ہیں۔
- حدیث، علومِ حدیث اور شروحاتِ اَحادیث پر مشتمل اکثر وبیشتر مراجع ومصادر میسر ہیں۔
- فقہی مذاہب خمسہ کی اُمہات الکتب اور جدید فقہی موضوعات پر مستند ذخیرہ مہیا کیا گیا ہے۔
- اِسلامی سیاسیات واقتصادیات اور عمرانیات وغیرہ سے متعلقہ بیش بہا خزانہ دستیاب ہے۔
- اسلامی قانون سے متعلقہ جملہ اہم پہلوؤں پر اَسلاف کا نادر علمی ورثہ قدیم وجدید تحقیقات کے ساتھ لائبریری کی اہمیت دوچند کردیتا ہے۔
- عرب سے تحقیق وتخریج کے ساتھ شائع ہونے والا اہم علمی سرمایہ بھی شامل ہوتا رہتا ہے۔
- لائبریری میں مسجد کا انتظام ہے اور فوٹو کاپی کروانے کی سہولت بھی میسر ہے۔
- Ph.D وغیرہ محققین کے لیے علمی رہنمائی اور مشاورت

اَوقات: صبح ۸ تا ۵ بجے (چھٹی بروز جمعہ) ایئر کنڈیشنڈ ہال اور مستقل نشستیں

بمقام: ادارہ 'محدث' ۹۹/ جے ماڈل ٹاؤن، لاہور، فون: 042-5866396
موبائل: 0305-4600861 (لائبریرین: محمد اصغر)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معیشت واقتصاد

شیخ الحدیث حافظ ذوالفقار علی

[سلسلہ چہارم]

خرید وفروخت کے زرّیں اسلامی اُصول

(لین دین میں اختیار کا مسئلہ؛ اسلامی شریعت اور سرمایہ داریت کی نظر میں)

بیع میں خیار (Option) کی صورتیں

بعض اوقات انسان غور وفکر کے بغیر بیع کر لیتا ہے مگر اسے جلد ہی یہ احساس ہو جاتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی، یا اسے کسی ماہر سے مشورہ کرنے اور چیز کی جانچ پڑتال کے لیے وقت درکار ہوتا ہے، یا بیع کی شرائط پوری نہ ہونے، یا چیز اور قیمت کے متعلق مکمل معلومات نہ ہونے، یا دھوکے اور فراڈ کی وجہ سے نقصان اُٹھانا پڑتا ہے، اسلامی شریعت نے اس کا حل قانونِ خیار کی شکل میں متعارف کرایا ہے۔ خیار کا معنی ہے:

''خرید وفروخت کے معاملہ کو فسخ قرار دینے یا اسے باقی رکھنے میں سے جو صورت بہتر معلوم ہو، اس کا انتخاب کرنا۔''

خیار کی بہت سی اقسام ہیں مگر ان میں سے نمایاں قسمیں آٹھ ہیں جو درج ذیل ہیں:

i) **خیار مجلس:** اس کا مطلب ہے جب تک فریقین اس مقام پر موجود ہیں جہاں بیع ہوئی ہے، ان میں سے ہر ایک کو بیع ختم کرنے کا اختیار حاصل ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا» (صحیح بخاری:۲۰۷۹)

''بائع اور مشتری میں سے ہر ایک کو اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں۔''

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

''شارع ﷺ نے بیع میں خیارِ مجلس کو فریقین کے فائدے اور مکمل رضامندی — جو اللہ تعالیٰ نے بیع کے لیے ایک شرط کے طور پر بیان کی ہے — کے لیے رکھا ہے، کیونکہ عموماً بیع جلد

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بازی میں غور وفکر کے بغیر ہی ہوجاتی ہے، لہٰذا یہ شریعتِ کاملہ کی خوبیوں میں سے ہے کہ اس نے ایک حد (جب تک دونوں فریق بیع کی جگہ موجود ہیں) مقرر کر دی ہے جس میں دونوں فریق اپنے فیصلے پرغور وفکر اور نظر ثانی کرلیں۔'' (اعلام الموقعین:۳/۱۶۴)

لیکن اگر مشتری جدا ہونے سے قبل خریدی گئی چیز میں تصرف کرلے مثلاً کسی کو ہبہ کردے اور فروخت کنندہ اس پر اعتراض نہ کرے تو خیارِ مجلس ختم اور بیع لازم ہوجاتی ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اگر دونوں یا ایک بیع کرتے وقت یہ واضح کر دے کہ بیع فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوگا تو پھر بھی دونوں یا جس نے یہ حق ختم کیا، اس کا اختیار ساقط ہو جائے گا اور بیع لازم ہو جائے گی۔ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

«إذا تبايع الرجلان فكل واحد منهما بالخيار ما لم يتفرَّقا وكانا جميعًا أو يُخيِّر أحدهما الآخر» (صحیح بخاری:۲۱۱۲)

''جب دو شخص بیع کریں تو ہر ایک کو اس وقت تک اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں یعنی اکٹھے ہوں یا ایک دوسرے کو اختیار نہ دے دیں۔''

یہ حضرات ایک دوسرے کو اختیار دینے کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ جب فریقین یا ان سے ایک لین دین کرتے وقت یہ شرط لگا لے کہ خیارِ مجلس نہیں ہوگا تو یہ اختیار ختم ہوجاتا ہے، لیکن یہ بات صحیح نہیں، کیونکہ یہ خیار کی حکمت وفلسفہ کے خلاف ہے۔ ہماری رائے میں اس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ جب تک فریقین بیع کی جگہ پر موجود ہوں، ان کے درمیان بیع لازم نہیں ہوتی سوائے اس بیع کے جس میں وہ ایک دوسرے کو جدا ہونے کے بعد بھی طے شدہ مدت تک بیع فسخ قرار دینے کا اختیار دے دیں، یعنی اس صورت میں جدائی سے قبل ہی بیع لازم ہو جاتی ہے البتہ طے شدہ مدت تک بیع منسوخ کرنے کا اختیار باقی رہتا ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

«كل بيعين لا بيع بينهما حتى يتفرقا إلا بيع الخيار» (رقم الحدیث:۲۱۱۳)

''خرید وفروخت کرنے والوں کے درمیان بیع (لازم) نہیں ہوگی یہاں تک وہ جدا ہوں جائیں سوائے اس بیع کے جس میں وہ ایک دوسرے کو اختیار دے دیں۔''

ii) **خیارِ شرط:** جب فروخت کنندہ یا مشتری خریداری کا معاملہ کرتے وقت یہ کہے کہ

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے اتنی مدت تک بیع فسخ کرنے کا اختیار ہو گا اور دوسرا فریق بھی اس پر راضی ہو تو اس کو خیارِ شرط کہتے ہیں۔ یہ جائز ہے اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

«المسلمون علی شروطهم» (سنن ابی داؤد:۳۵۹۴)

''مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں۔''

تاہم اس کو سود کا ذریعہ بنانا جائز نہیں، لہٰذا اگر قرض دہندہ قرض پر اِضافی رقم لینے کی بجائے قرض لینے والے کی کوئی جائیداد خرید لے اور یہ طے کر لے کہ مجھے اتنی مدت تک بیع فسخ کرنے کا اختیار ہو گا تاکہ دورانِ مدت اس جائیداد سے فائدہ اُٹھا سکے اور جب مدت پوری ہو تو خیارِ شرط کے تحت بیع فسخ کر دے تو یہ جائز نہیں ہو گا، کیونکہ یہ سودی حیلہ ہے۔ چنانچہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا:

''ایک شخص دوسرے سے کوئی چیز مثلاً زمین خریدتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ آپ کو فلاں مدت تک بیع فسخ کرنے کا اختیار ہے، تو اُنہوں نے فرمایا: جائز ہے بشرطیکہ حیلہ مقصود نہ ہو۔ حیلہ سے مراد یہ ہے کہ وہ قرض لینے والے سے کوئی جائیداد خرید کر اس سے فائدہ اُٹھائے اور اس میں خیار کی شرط طے کر لے تاکہ اس حیلے کے ذریعے قرض کے بدلے فائدہ حاصل کرے۔''

(المُغني:۴۸۶/۷)

◉ مزید برآں بیع کی وہ اَقسام جن میں فروخت کی گئی چیز اور اس کے معاوضہ پر وقوعِ بیع کے مقام پر ہی قبضہ شرط ہے، جیسے گندم کی گندم، سونے کی سونے کے عوض بیع اور کرنسی کی خرید وفروخت ہے، یا وقوعِ بیع کے وقت مکمل قیمت کی اَدائیگی ضروری ہے جیسا کہ بیع سلم میں ہے، وہاں بھی خیارِ شرط کی گنجائش نہیں ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"أن البيوع التی يشترط فيها التقابض في المجلس كالصرف وبيع الطعام بالطعام أو القبض في أحد العوضين كالسلم لايجوز شرط الخيار فيها" (روضة الطالبين:۴۳۹/۱)

''بیع کی وہ صورتیں جن میں دونوں طرف سے موقع پر قبضہ شرط ہے، جیسے کرنسی کی خرید و فروخت، یا غلے کی غلے کے عوض بیع ہے۔ یا مکمل قیمت کی پیشگی ادائیگی ضروری ہے، جیسا کہ بیع سلم میں ہے تو اِن میں خیار شرط جائز نہیں۔''

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن قدامہؒ فرماتے ہیں:

''بیع کی جن اقسام میں وقوعِ بیع کے جگہ پر ہی قبضہ شرط ہے جیسے بیع صرف (کرنسی کی خرید وفروخت)، بیع سلم اور ان اَجناس کی باہم بیع ہے جن کا کمی بیشی کے ساتھ باہمی تبادلہ سود ہے ان میں خیار شرط نہیں ہے، کیونکہ ان کا مطلب ہے کہ فریقین کے جدا ہونے کے بعد ان کے درمیان کوئی تعلق باقی نہ رہے جب کہ خیارِ شرط کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے درمیان (خیار کی مدت تک) تعلق باقی رہے گا۔'' (المغني:۷/۴۸۸)

iii) **خیارِ تدلیس:** مشتری کو اندھیرے میں رکھ کر کوئی چیز فروخت کی جائے تو اسے تدلیس کہا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں شریعت مشتری کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ حقیقتِ حال واضح ہونے پر بیع فسخ کرسکتا ہے۔

تدلیس کی یہ صورت تو زمانہ قدیم سے چلی آرہی ہے کہ بعض بیوپاری دودھ دینے والے جانور کو منڈی میں لے جانے سے قبل کچھ وقت کے لیے اس کا دودھ نہیں دوہتے تا کہ خریدار کو تھن بھرے نظر آئیں اور وہ یہ سمجھے کہ اچھی مقدار میں دودھ دینے والا جانور ہے، لیکن جب وہ جانور کو گھر لے جا کر دودھ دوہتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ دودھ کی حقیقی مقدار بہت کم ہے۔ نبیﷺ نے اس حربے کو ممنوع قرار دیا اور فرمایا: جس نے ایسا جانور خریدلیا، اس کو دو باتوں میں اختیار ہے۔ اگر اپنے سودے پر مطمئن ہے تو اسے باقی رکھے اور اگر مطمئن نہیں تو اس کو فسخ کردے یعنی جانور واپس کرکے اپنی رقم لے لے اور دودھ کے بدلے ایک صاع کھجور دے۔ (صحیح بخاری:۲۱۵۱)

بعض لوگ حادثہ شدہ گاڑیوں کو مرمت کر کے غیر حادثہ شدہ کا تاثر دے کر فروخت کر دیتے ہیں۔ یہ بھی تدلیس کی ایک شکل ہے جو حرام ہے۔

iv) **خیارِ غبن:** غبن کا معنی ہے 'دھوکہ دہی اور کمی کرنا' جب کسی شخص سے دھوکہ دہی یا اس کی ناواقفیت اور اعتماد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کوئی چیز مارکیٹ کی نسبت بہت زیادہ سستی خرید لی جائے یا معمول سے زیادہ مہنگی بیچ دی جائے تو اس کو اصطلاح میں 'غبن' کہتے ہیں جو کہ حرام ہے۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہدِ نبوت میں مدینہ منورہ میں غلہ وغیرہ دوسرے شہروں سے لاکر ہی فروخت کیا جاتا تھا، بعض چالاک تاجر منڈی سے باہر جاکر ہی تجارتی قافلوں سے سارا مال خرید لیتے تھے، نبی اکرم ﷺ نے اس پر پابندی لگا دی، کیونکہ اس میں یہ اندیشہ بھی تھا کہ تاجر قافلے والوں کی ناواقفیت سے فائدہ اُٹھا کر سستے داموں نہ خرید لیں اور اگر کوئی مالک تاجر پر اعتماد کر کے اپنا مال فروخت کر دے اور وہ منڈی میں پہنچ کر یہ محسوس کرے کہ تاجر نے جو قیمت دی ہے، وہ صحیح نہیں اور حقیقی قیمت یہ ہے تو اس کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے تو بیع باقی رکھے اور چاہے تو منسوخ کر دے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«لا تلقوا الجلب فمن تلقاه فاشترٰى منه فإذا أتى سيده السوق فهو بالخيار» (صحیح مسلم:۱۵۱۹)

''قافلے والوں سے آگے جا کر نہ ملو۔ جس نے آگے جا کر مال خرید لیا تو جب مال کا مالک بازار پہنچے تو اس کو (معاملہ فسخ کرنے کا) اختیار ہوگا۔''

علمائے احناف خیارِ غبن کے قائل نہیں، وہ کہتے ہیں جو شخص بازار میں جائے، اس کا فرض ہے کہ مارکیٹ کا ریٹ معلوم کر کے علیٰ وجہ البصیرۃ بیع کرے۔ اگر اس نے مارکیٹ ریٹ معلوم کئے بغیر بیع کر لی اور بعد میں معلوم ہوا کہ اس کو دھوکہ لگا ہے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے اور اس کو بیع فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

یہ رائے متذکرہ بالا حدیث کے خلاف ہے۔ خود حنفی علما بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ حدیث خیارِ غبن کی مضبوط ترین دلیل ہے، ہمارے پاس اس کا کوئی اِطمینان بخش جواب نہیں ہے۔ چنانچہ معروف حنفی عالم مولانا تقی عثمانی اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں آپ ﷺ نے دیہاتی (مال لانے والے) کو جو اختیار دیا یہ خیارِ مغبون کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس حدیث کا کوئی اطمینان بخش جواب شافعیہ اور حنفیہ کے پاس نہیں ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ متاخرین حنفیہ نے اس مسئلہ میں امام مالکؒ کے قول پر فتویٰ دیا۔

علامہ ابن عابدین (شامی) ردّ المحتار میں فرماتے ہیں کہ آج کل دھوکہ بازی بہت عام ہو

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی ہے، لہٰذا ایسی صورت میں مالکیہ کے قول پر عمل کرتے ہوئے مغبون کو اختیار دیا جائے گا، کیونکہ دھوکہ اسی شخص کے کہنے کی بنا پر ہوا ہے۔ ویسے ہی دھوکہ لگ گیا تو بات دوسری ہے، لیکن جب اس نے کہا کہ بازار میں یہ دام ہے اور بعد میں بازار میں وہ دام نہیں نکلے تو یہ دھوکہ اس کے کہنے کی وجہ سے ہوا لہٰذا دوسرے فریق کو اختیار ہے، فتوی بھی اسی کے اوپر ہے۔'' (انعام الباری:۶/۲۲۸)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''حنفیہ کے پاس اس حدیث کا کوئی جواب نہیں ہے۔ لہٰذا اس باب میں ائمہ ثلاثہ کا مسلک راجح ہے۔'' (ایضاً:ص۳۰۴)

v) **خیارِ عیب:** اگر چیز خریدنے کے بعد اس میں کسی ایسے نقص کا انکشاف ہو جو فروخت کنندہ کے ہاں سے ہی موجود تھا، لیکن بیع کے وقت خریدار کے علم میں نہ آ سکا تو خریدار کو بیع منسوخ کر کے اپنی رقم واپس لینے کا اختیار ہے، اس کو 'خیارِ عیب' کہتے ہیں۔ نقص سے مراد ایسا عیب ہے جس سے قیمت میں کمی واقع ہو۔

مشتری رضامند ہو تو خیارِ عیب میں تصفیہ کی ایک شکل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس چیز کی نقص کے ساتھ اور بغیر نقص کے قیمت لگائی لی جائے اور دونوں قیمتوں میں جو فرق ہو، وہ رقم مشتری کو واپس کر دی جائے اور بیع کو قائم رکھا جائے۔

خیارِ عیب کی غرض وغایت مشتری کو ضرر سے بچانا ہے، کیونکہ وہ چیز کو بے عیب سمجھ کر خریدنے پر رضامند ہوا تھا، نقص کی موجودگی اس کی رضامندی کے خلاف ہے، اس لیے علماے دین کے مابین اس کی مشروعیت متفق علیہ ہے۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہے:

أَنَّ رجلا اشترى عبدًا فاستغلَّه ثم وجد به عيبًا فرَدَّه فقال: يا رسول الله! إنه قد استغل غلامي . فقال رسول الله ﷺ: «الخراج بالضمان»

(سنن ابن ماجہ:۲۲۶۲)

''ایک شخص نے ایک غلام خریدا، پھر اس سے (اُجرت کے بدلے کام پر لگا کر) فائدہ اٹھایا، بعد میں اس میں عیب پایا اور اسے واپس کر دیا۔ اس پر فروخت کنندہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس نے میرے غلام سے فائدہ بھی تو اُٹھایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فائدہ نقصان کی ذمہ

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داری کی بنیاد پر ہے۔''

یعنی اس عرصہ میں چونکہ غلام کا ذمہ دار مشتری تھا، اگر وہ کسی وجہ سے ہلاک ہو جاتا تو مشتری کا ہی نقصان ہوتا، اس لیے اجرت بھی اسی کا حق ہے۔

vi) **خیار بصورتِ اختلاف:** جب معاملہ طے پانے کے بعد فروخت کنندہ اور مشتری کے درمیان قیمت وغیرہ میں اختلاف پیدا ہو جائے، مثلاً فروخت کنندہ کہے کہ میں نے اس کی قیمت ایک ہزار بتائی تھی اور خریدار کہے کہ نو سو میں سودا طے ہوا تھا اور دونوں میں سے کسی کے پاس دلیل یا گواہ موجود نہ ہو تو فروخت کنندہ کی بات معتبر سمجھی جائے گی اور خریدار کو اختیار ہوگا کہ وہ بیع باقی رکھے یا فسخ کر دے۔

«إذا اختلف البيعان وليس بينهما بينة فهو ما يقول ربّ السلعة أو يتتاركان» (سنن ابی داؤد:۳۵۱۱)

''جب فروخت کنندہ اور خریدار کا اختلاف ہو جائے اور دونوں میں سے کسی کے پاس دلیل نہ ہو تو فروخت کنندہ کی بات معتبر ہوگی یا پھر دونوں بیع ختم کر دیں۔''

سنن ابن ماجہ میں ہے:

أن عبد الله بن مسعود باع من الأشعث بن قيس رقيقًا من رقيق الإمارة فاختلفا في الثمن فقال ابن مسعود: بعتك بعشرين ألفًا وقال الأشعث بن قيس: إنما اشتريت منك بعشرة آلاف فقال عبد الله: إن شئتَ حدثتك بحديثٍ سمعته من رسول الله ﷺ. فقال: هاته قال: فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول:«إذا اختلف البيعان وليس بينهما بينة والبيع قائم بعينه فالقول ما قال البائع أو يترادان قال: فإني أرٰى أن أردّ البيع فرده».

(رقم الحدیث:۲۲۰۶)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اشعث بن قیس کو سرکاری غلاموں میں سے ایک غلام فروخت کیا۔ پھر دونوں کا قیمت کے متعلق اختلاف ہو گیا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے تھے: میں نے تجھے بیس ہزار میں بیچا ہے جب کہ اشعث بن قیس کا دعویٰ تھا کہ میں نے آپ سے صرف دس ہزار میں خریدا ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا اگر آپ چاہیں تو میں آپ سے

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ اشعث نے کہا: بیان کرو۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ فروخت کنندہ اور خریدار کا اختلاف ہو جائے اور کسی کے پاس گواہ نہ ہو اور فروخت کی گئی چیز بعینہٖ موجود ہو تو فروخت کنندہ کا دعویٰ درست مانا جائے گا، یا دونوں بیع فسخ کر دیں۔ اشعث نے کہا: میرا خیال ہے کہ میں بیع فسخ کر دوں۔ چنانچہ اُنہوں نے بیع فسخ کر دی۔''

vii) **قیمت خرید غلط بتانے کی وجہ سے خیار:** جب فروخت کنندہ کوئی چیز اس دعویٰ کے ساتھ فروخت کرے کہ وہ اپنی لاگت قیمت سے صرف اتنے روپے زائد منافع لے رہا ہے جیسا کہ مرابحہ میں ہوتا ہے یا اپنی لاگت قیمت پر ہی بیچ رہا ہے جیسا کہ بیع تولیہ میں ہے یا اپنی لاگت سے اتنے روپے کم وصول کر رہا ہے جیسا کہ بیع وضعیہ میں ہوتا ہے اور بعد میں یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے غلط بیانی کی ہے تو مشتری کو بیع منسوخ کرنے کا اختیار ہے، کیونکہ ان صورتوں میں مشتری فروخت کنندہ پر اعتماد کر کے بیع کرتا ہے، لہٰذا ان کا ہر قسم کی خیانت اور شبہات سے پاک ہونا اور خریدار کو لاگت قیمت کا علم ہونا ضروری ہے جو فروخت کنندہ کی غلط بیانی کی وجہ سے نہیں ہو سکا، اس لیے خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بیع ختم کر دے۔

viii) **تغیر واقع ہونے کی وجہ سے اختیار:** اس سے مراد یہ ہے کہ مشتری نے ایک ایسی چیز کا سودا کر لیا جو اس نے معاملہ طے پانے سے کافی عرصہ پہلے دیکھی تھی، لیکن جب سودا طے پانے کے بعد سامنے آئی تو اس میں تبدیلی آ چکی تھی، اب مشتری کو اختیار ہے کہ بیع باقی رکھے یا منسوخ کر دے، کیونکہ تبدیلی پیدا ہونے کے بعد مذکورہ چیز وہ نہیں رہی جس کا مشتری نے خریداری سے قبل مشاہدہ کیا تھا، لہٰذا یہ بیع ختم کر سکتا ہے، لیکن اگر کوئی قابل ذکر تبدیلی واقع نہ ہوئی ہو تو پھر مشتری کو بیع ختم کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہو گا۔

یہاں یہ بات بھی نوٹ کرنے کی ہے کہ شرعی اُصول وضوابط کی روشنی میں خیار کی فیس لی جا سکتی ہے اور نہ ہی یہ حق کسی دوسرے کو فروخت کیا جا سکتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِختیارات (Options) کی بیع

اختیار کا جدید مفہوم

شریعتِ اسلامیہ میں اختیار (Option) کا مفہوم تو وہی ہے جو اوپر بیان کر دیا گیا ہے، لیکن سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت میں اختیار کا تصور اس سے بالکل مختلف ہے۔ جدید معاشی ماہرین کے نزدیک اختیار سے مراد ہے:

عقد يخول لحامله الحق ببيع أو شراء أوراق مالية أو سلع معينة بسعر معين طيلة فترة زمنية معينة (فقه البيوع المنهي عنها مع تطبيقاتها الحديثة في المصارف الإسلامية، از ڈاکٹر احمد ریان: ص ۲۵)

''ایسا عقد جو اختیار (Option) لینے والے کو ایک خاص مدت تک طے شدہ قیمت پر فنانشل پیپرز یا متعین اجناس خریدنے یا بیچنے کا حق دے۔''

اِختیار دینے کی باقاعدہ فیس لی جاتی ہے اور معاصر معیشت میں اس کو مستقل مال شمار کیا جاتا ہے جو کسی دوسرے کو فروخت بھی کیا جا سکتا ہے۔

عقدِ اِختیار میں دو فریق ہوتے ہیں:

- **اختیار کا خریدار:** (مشتری الاختیار) اس سے مراد وہ شخص ہے جو فیس دے کر خریدنے یا بیچنے کا اختیار حاصل کرتا ہے۔
- **اختیار کا فروخت کنندہ:** (محررالاختیار) جو فیس وصول کر کے بیچنے یا خریدنے کا اختیار دیتا ہے۔

یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ اختیار کا خریدار اگر چیز خریدنا یا بیچنا چاہے تو اختیار دینے والا اس کی مرضی کا پابند ہوتا ہے کیونکہ اس نے فیس وصول کی ہوتی ہے، لیکن اختیار لینے والا خریدنے یا بیچنے کا پابند نہیں ہوتا۔

نوٹ: اختیار دہندہ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ اختیار دیتے وقت اس چیز کا مالک بھی ہو بلکہ غیر ملکیتی چیز کا اختیار بھی دے سکتا ہے۔ ماہرین معیشت کی اصطلاح میں اس کو اوپن آپشن (خیار مکشوف) کہا جاتا ہے۔ اگر اختیار دیتے وقت وہ چیز اس کی ملکیت میں ہو تو

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو کورڈ آپشن (خيار مغطي) کہتے ہیں۔

اِختیار کی قسمیں

اختیار کی بنیادی قسمیں دو ہیں :

① اگر خریدنے کا اختیار لیا گیا ہو، تو اس کو Call Option (اختیار الشراء) کہتے ہیں۔

② اور اگر بیچنے کا ہو، تو اس کو Put Option (اختیار البیع) کہتے ہیں۔

خریداری اختیار کا مقصد

خریداری اختیار (Call Option) لینے کا پہلا مقصد خرید وفروخت کے ذریعے قیمتوں کے اُتار چڑھاؤ سے فائدہ اٹھانا ہے۔ مثلاً کسی کمپنی کے ایک سو شیئرز ہیں اور شیئر کی موجودہ قیمت ایک سو روپیہ ہے۔ 'الف' کے خیال میں ایک مہینہ تک اس شیئر کی قیمت میں کمی واقع ہو سکتی ہے جب کہ 'ب' کے نزدیک اس عرصہ میں مذکورہ شیئر کی قیمت بڑھنے کی توقع ہے۔ لہٰذا 'ب' 'الف' کو پانچ روپے فی شیئر فیس ادا کر کے ایک مہینہ تک اس قیمت پر مذکورہ شیئرز خریدنے کا اختیار لے لیتا ہے۔ اس مثال میں 'ب' اختیار کا خریدار (مشتری الاختیار) اور 'الف' فروخت کنندہ (محرر الاختیار) ہے۔ اب یہاں تین حالتیں پیش آ سکتی ہیں:

① مقررہ تاریخ تک شیئر کی قیمت پانچ روپے سے زائد بڑھ گئی ہے، مثلاً ایک سو چھ روپے ہو گئی ہے تو 'ب' 'الف' سے ایک سو روپے فی شیئر کے حساب سے وہ شیئرز خرید کر مارکیٹ میں ایک سو چھ میں فروخت کر دے گا۔ اس طرح اسے پانچ سو روپے آپشن فیس ادا کرنے کے بعد ایک سو روپے کا فائدہ ہو جائے گا جب کہ 'الف' کو ایک سو روپے کا نقصان ہو گا۔

② شیئر کی قیمت کم ہو کر نوے روپے رہ گئی ہے تو اس صورت میں 'ب' 'الف' سے شیئرز نہیں خریدے گا، کیونکہ مارکیٹ میں اس کی قیمت گر چکی ہے۔ اگر اسے شیئرز سے دلچسپی ہوئی بھی تو وہ 'الف' سے ایک سو میں خریدنے کی بجائے مارکیٹ سے نوے روپے کے حساب سے خریدے گا، کیونکہ اس طرح اس کا نقصان آپشن فیس تک ہی محدود رہے گا جو کہ پانچ سو روپے ہے اور یہی پانچ سو 'الف' کا منافع ہے۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ شیئرز کی قیمت میں اضافہ تو ہوا ہے مگر آپشن فیس پانچ روپے سے کم ۔مثلاً تین روپے اضافہ ہو گیا ہے، تب بھی اختیار کا خریدار 'ب' وہ شیئرز خرید لے گا۔ اگرچہ اس صورت میں اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو رہا، تاہم اس کا خسارہ کم ہو جاتا ہے، کیونکہ نہ خریدنے کی صورت میں پوری آپشن فیس رائیگاں جاتی ہے جب کہ خریداری کی صورت میں صرف تین سو روپے کا نقصان ہے۔

خریداری اختیار (Call Option) لینے کا دوسرا مقصد قیمتوں میں ممکنہ اِضافے سے پیشگی تحفظ اور متوقع کمی سے فائدہ اُٹھانا ہے،یعنی 'خریداری اختیار' احتیاطی تدبیر کے طور پر لیا جاتا ہے۔اس کی مثال یوں ہے:

'الف' کے ذمہ ایک ہزار امریکی ڈالر قرض ہے جو اس نے تین ماہ بعد ادا کرنا ہے۔ڈالر کی موجودہ قیمت اَسّی روپے ہے ۔'الف' اس کشمکش میں ہے کہ وہ ابھی ڈالر خرید لے یا ادائیگی کے موقع پر خریدے، کیونکہ اگر وہ ابھی خرید لیتا ہے اور اَدائیگی تک اس کی قیمت کم ہو جاتی ہے تو اس کا نقصان ہے، کیونکہ اس نے ڈالر مہنگے داموں خریدا ہوا ہے۔ اور اگر اس وقت نہیں خریدتا تو ممکن ہے کہ اَدائیگی تک اس کی قیمت بڑھ جائے اور اسے مہنگے داموں خریدنا پڑے، یہ بھی خسارے کا سودا ہو گا۔ لہٰذا 'الف' 'ب' کو ایک روپیہ فی ڈالر فیس ادا کر کے تین مہینوں تک اَسّی روپے فی ڈالر ایک ہزار ڈالر خریدنے کا اختیار لے لیتا ہے۔اَب اگر مقررہ تاریخ تک روپے کے مقابلہ میں ڈالر کی قیمت بڑھ جاتی ہے تو وہ 'ب' سے اسی روپے کے حساب سے ایک ہزار ڈالر خرید لے گا اور اگر کمی واقع ہوتی ہے تو وہ 'ب' سے خریدنے کی بجائے مارکیٹ سے خریدے گا۔اس صورت میں اگرچہ اسے آپشن فیس کا نقصان برداشت کرنا پڑے گا، تاہم مارکیٹ سے ڈالر سستا مل جائے گا۔

بیچنے کا اختیار (Put Option)

اس میں اگر اختیار لینے والا فروخت کرنا چاہے تو اختیار دہندہ خریدنے کا پابند ہوتا ہے جبکہ خریداری اختیار میں بیچنے کی پابندی تھی یعنی یہ خریداری اختیار کے برخلاف ہے۔اس کا پہلا

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصد خرید وفروخت کے ذریعے قیمتوں کی کمی سے فائدہ اٹھانا ہے۔مثلاً 'الف' 'ب' کو ایک سو روپیہ آپشن فیس ادا کر کے ایک مہینے تک کسی کمپنی کے ایک سو شیئرز پچاس روپے فی شیئرز کے حساب سے فروخت کرنے کا اختیار خرید لیتا ہے۔اب اگر اس عرصہ میں شیئر کی قیمت گر گئی تو 'الف' وہ شیئرز طے شدہ قیمت پر 'ب' کو فروخت کر دے گا،لیکن اگر قیمت میں اضافہ ہو گیا تو 'ب' کو بیچنے کی بجائے مارکیٹ میں فروخت کرنے کو ترجیح دے گا۔اس صورت میں اگرچہ اس کی آپشن فیس رائیگاں جائے گی، تاہم اسے دوسری طرف سے فائدہ ہو جائے گا۔

فروختنی اختیار کا دوسرا مقصد مستقبل میں ممکنہ نقصان سے پیشگی تحفظ ہے۔مثلاً 'الف' کے پاس ایک امریکی ڈالر ہے جس کی حالیہ قیمت اَسّی روپے ہے۔'الف' اس کشمکش میں ہے کہ وہ یہ ڈالر اپنے پاس رکھے یا ابھی فروخت کردے، کیونکہ اگر وہ اپنے پاس رکھتا ہے تو اس کی قیمت گرنے کا احتمال ہے۔ اور اگر ابھی فروخت کرتا ہے تو ممکن ہے، آئندہ اس کی قیمت بڑھ جائے اور یہ نفع سے محروم رہے۔لہٰذا 'الف' 'ب' کو آپشن فیس ادا کر کے ایک مہینے تک اسی روپے میں ڈالر بیچنے کا اختیار خرید لیتا ہے۔اب اگر مقررہ تاریخ تک ڈالر کی قیمت بڑھ گئی تو وہ کسی دوسرے کو فروخت کر دے گا ،اور اگر کم ہو گئی تو اسی روپے میں 'ب' کو فروخت کر دے گا۔گویا 'الف' یہ اختیار حاصل کر کے ڈالر کی قیمت گرنے سے مطمئن ہو گیا ہے۔

اختیارات کی خرید وفروخت کا شرعی حکم

مذکورہ بالا تفصیلات یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت میں رائج اختیارات اور شریعت کے تصورِ اختیار کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔اختیار کا شرعی مفہوم تو صرف اتنا ہے کہ بیع باقی رکھنے یا فسخ کرنے میں سے جو صورت بہتر معلوم ہو، اس کا انتخاب کر لیا جائے۔اس کی نہ تو کوئی فیس مقرر ہوتی ہے اور نہ ہی یہ حق کسی دوسرے کو فروخت کیا جا سکتا ہے، جبکہ زیر بحث اختیار کسی چیز کو خریدنے یا بیچنے کا محض ایک حق ہے جو نہ تو مال ہے اور نہ ہی کسی چیز کا حق استعمال، نیز یہ ایسا مالی حق بھی نہیں جس کا معاوضہ لیا جا سکے، لہٰذا اس کی خرید وفروخت حرام ہے۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید یہ کہ اختیارات کا لین دین ایک ایسا عمل ہے جو غرر اور سٹہ بازی جیسی قباحتوں پر مشتمل ہے۔غرر اس طرح کہ اختیار کے استعمال کی نوبت آئے گی یا نہیں؟اس کا علم نہ تو خود اختیار کے خریدار کو ہوتا ہے اور نہ ہی فروخت کنندہ کو۔کیونکہ اس کا انحصار اس پر ہے کہ خریدار کی توقع کے مطابق قیمتوں میں کمی بیشی ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر اس نے خریداری اختیار لیا ہوا ور قیمتیں بڑھ جائیں تو وہ بیع کرے گا، ورنہ نہیں ۔اسی طرح اگر اس نے بیچنے کا اختیار لے رکھا ہو تو صرف قیمت کم ہونے کی صورت میں اختیار دہندہ کو فروخت کرے گا، اضافے کی صورت میں کسی دوسرے کو بیچ دے گا۔ چونکہ قیمتوں میں کمی بیشی غیر یقینی امر ہے،اس لیے بیع کا انعقاد مبہم ہے اور یہی غرر ہے جس کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔

سٹہ بازی اس طرح کہ اس سارے معاملے میں خرید وفروخت کی نیت قطعاً نہیں ہوتی بلکہ نیت صرف یہ ہوتی ہے کہ اگر فلاں تاریخ تک شیئرز کی قیمت بڑھ گئی تو اختیار دہندہ سے اتنے فیصد اضافہ وصول کر لیا جائے گا اور اگر کم ہوگئی تو اس کو اتنے فیصد اضافہ دے دیا جائے گا۔ یا اگر قیمتیں کم ہوگئیں تو اتنے فیصد اضافہ وصول اور اگر بڑھ گئیں تو ادا کر دیا جائے گا۔گویا یہ قسمت لڑانے کا کھیل ہے جسے جوا کہا جاتا ہے ۔یہی جوا شیئرز اور کرنسی کی جگہ دیگر اَجناس کی بنیاد پر بھی کھیلا جاتا ہے ۔ اگر آپشن اوپن ہو تو درج بالا خرابیوں کے ساتھ غیر ملکیتی چیز کا سودا کرنے کی خرابی بھی شامل ہوجاتی ہے۔

بعض شبہات کا ازالہ

پہلا شبہ: علماے دین بیعانہ کو جائز قرار دیتے ہیں ۔آپشن فیس بیعانہ کے مشابہ ہے کہ جس طرح بیعانہ دینے والا چیز نہ خرید سکے تو بیعانہ ضبط ہوجاتا ہے، اسی طرح اگر اختیار لینے والا چیز نہ خریدے تو آپشن فیس ضبط ہوجاتی ہے۔مزید یہ کہ جس طرح بیعانہ میں مشتری کو مقررہ تاریخ تک چیز خریدنے کا حق ہوتا ہے، اسی طرح اختیار میں بھی مشتری کو متعین تاریخ تک خریداری کا حق ہوتا ہے، لہٰذا بیعانہ کی طرح یہ بھی جائز ہے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے بیعانہ کے بارے میں جاننا ضروری ہے، جسے علماے دین

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جائز قرار دیا ہے۔ جب کوئی کاروباری معاملہ اس طرح طے پائے کہ کچھ رقم پیشگی اَدا کر کے یہ کہا جائے کہ اگر میں نے یہ چیز خرید لی تو یہ رقم قیمت کا حصہ شمار ہوگی اور اگر نہ خریدی تو یہ آپ کی ملکیت ہوگی تو اس کو 'بیعانہ کی بیع' (بیعُ العُرْبُوْن) کہا جاتا ہے۔ چنانچہ سنن ابن ماجہ میں بیعانہ کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"العربان أن يشتري الرجل دابة بمائة دينار فيعطيه دينارين عربونًا فيقول: إن لم أشتر الدابة فالديناران لك" (رقم الحدیث:۲۲۱۱)

''بیعانہ یہ ہے کہ آدمی (مثلاً) سو دینار کا جانور خریدے اور دو دینار بیعانہ کے طور پر دے کر یہ کہے کہ اگر میں نے یہ جانور نہ لیا تو یہ دو دینار تمہارے ہوں گے۔''

امام نوویؒ بیعانہ کی تشریح میں رقمطراز ہیں:

"وهو أن يشتري شيئًا ويعطي البائع درهمًا أو دراهم ويقول: إن تم البيع بيننا فهو من الثمن وإلا فهو هبة لك" (المجموع:۹/۳۳۵)

''بیعانہ یہ ہے کہ آدمی کوئی چیز خریدے اور فروخت کنندہ کو ایک یا کچھ درہم دے کر یہ کہے کہ اگر ہمارے درمیان بیع مکمل ہوگئی تو یہ رقم قیمت کا حصہ شمار ہوگی، بصورتِ دیگر یہ آپ کے لیے ہبہ ہوگی۔''

علامہ ابن قدامہؒ لکھتے ہیں:

"والعربون في البيع هو أن يشتري السلعة فيدفع إلى البائع درهمًا أو غيره على أنه إن أخذ السلعة احتسب به من الثمن وإن لم يأخذها فذٰلك للبائع" (المغنی:۴/۳۱۲)

''بیع میں بیعانہ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ انسان کوئی سامان خریدے، فروخت کنندہ کو اس شرط پر درہم وغیرہ دے کہ اگر اس نے سامان لے لیا تو یہ رقم قیمت سے وضع کر لی جائے گی اور اگر نہ لیا تو یہ رقم فروخت کنندہ کی ہوگی۔''

بیعانہ کی مذکورہ بالا تعریفات سے دو باتیں سامنے آتی ہیں:

① خریداری کی صورت میں بیعانہ کی رقم قیمت کا حصہ بن جاتی ہے۔

② بیعانہ میں صرف مشتری کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ چیز خریدے یا نہ خریدے، فروخت کنندہ بیچنے

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا پابند ہوتا ہے۔

لیکن اختیارات کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ یہاں نہ تو آپشن فیس قیمت کا حصہ بنتی ہے اور نہ ہی فروخت کنندہ پر بیچنے کی پابندی ہوتی ہے بلکہ اختیار دہندہ پابند ہوتا ہے، قطع نظر اس بات کے کہ وہ خریدار ہے یا فروخت کنندہ۔

اس کے علاوہ بھی کئی لحاظ سے ان میں فرق ہے۔ مثلاً بیعانہ میں چیز کا حصول پیش نظر ہوتا ہے جبکہ اختیارات میں چیز کے حصول کی بجائے قیمتوں میں واقع فرق کا لین دین کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اختیارات کی باقاعدہ خرید وفروخت ہوتی ہے، لیکن بیعانہ میں ایسا نہیں ہے۔ لہٰذا آپشن فیس کو بیعانہ پر قیاس کرنا درست نہیں۔

دوسرا شبہ: عقدِ اختیار حقیقت میں خرید وفروخت کا وعدہ ہے جو ایک نیکی ہے اور آپشن فیس کے نام پر دی گئی رقم اس نیکی کا صلہ ہے۔

یہ توجیہ بھی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ نہ تو خرید وفروخت کے وعدے کو نیکی قرار دیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اختیار کو وعدہ قرار دینے کی کوئی گنجائش موجود ہے، کیونکہ اس کی باقاعدہ فیس لی جاتی ہے جس سے یہ عقد معاوضہ کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

تیسرا شبہ: اختیارات اور خیارِ شرط باہم ملتے جلتے ہیں۔ خیارِ شرط جائز ہے، اس لیے یہ بھی جائز ہونا چاہیے۔

یہ بات بھی صحیح نہیں کہ اختیارات کا لین دین خیارِ شرط کے مشابہ ہے۔ خیارِ شرط کا معاوضہ لیا جاتا ہے اور نہ ہی اس کے لیے عقدِ بیع سے الگ کوئی عقد/معاہدہ ہوتا ہے جب کہ اختیار دینے کا معاوضہ وصول کیا جاتا ہے اور اس کے لیے علیحدہ عقد بھی طے پاتا ہے۔ لہٰذا اس کو خیارِ شرط کے مشابہ قرار دینا بعید از قیاس ہے اور اگر اسے خیارِ شرط پر قیاس کر بھی لیا جائے تب بھی یہ جائز نہیں بنتا، کیونکہ خیارِ شرط کا معاوضہ جائز نہیں۔

حاصل کلام یہ کہ سرمایہ دارانہ معیشت میں رائج اختیارات کا لین دین حرام ہے ان کو بیعانے اور خیارِ شرط پر قیاس کرنا قیاسِ باطل ہے۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

علم القراءات پر مجلّہ ’رشد‘ کی

تین خصوصی اشاعتوں کے مضامین ومشمولات

① سبعہ قراءات کا معنی ومفہوم، اس کی حجیت وحیثیت

② قراءات کے بارے میں احادیثِ نبویہ کو جمع کرنا۔ ایسی احادیث جن میں قرآنِ کریم کے ایک سے زیادہ حروف پر نازل ہونے کے اُصول ونظریہ کو بیان کیا گیا ہے اور ایسی احادیث بھی جن میں عملاً دوسری قراءت کے الفاظ ذکر ہوئے ہیں۔

③ مسلمانوں کے تمام مکاتبِ فکر، مدارس، تحریکوں اور اداروں کے سبعہ احرف کے بارے میں اجماعی واتفاقی موقف کا اِظہار

④ سبعہ قراءات پر مشتمل شائع ہونے والے سرکاری وغیر سرکاری مصاحف کی نقول

⑤ ہر گوشہ علم اور مکتبِ فکر کے ایسے نامور علما کا تذکرہ جو میدانِ قراءت کے بھی شہسوار ہیں۔

⑥ ائمہ اسلاف کے علم تجوید وقراءات کے بارے میں فتاویٰ

⑦ برصغیر کے مختلف مکاتبِ فکر کے تجوید وقراءات کے تعلیمی شجرات، اسانید اور تاریخ وتعارف

⑧ نامور قراء کے سوانح، انٹرویوز، اور تجوید وقراءات میں خدمات

⑨ مستشرقین کے علم القراءات پر اعتراضات

⑩ مسلمانوں میں پائے جانے والے منکرینِ قراءات کے شبہات اور ان کی وضاحتیں

⑪ قراءات کے بارے میں بعض سوالات وشبہات کی تنقیح وتفہیم

⑫ تفسیر وفقہ، نحو اور دیگر علوم اسلامیہ کے باب میں قراءات کے فوائد

⑬ علم الرسم اور علم الوقف جیسے قراءات سے متعلقہ علوم پر مضامین

⑭ علم تجوید وقراءات پر شائع ہونے والے مضامین وکتب اور یونیورسٹی مقالات کی فہارس

⑮ جامعہ لاہور الاسلامیہ کے شعبہ کلیة القرآن الکریم کی تشکیل وترقی، تحریک تحفظ قرآن وحدیث، مکمل ہوچکنے والا کام اور آئندہ منصوبوں کی رپورٹ

⑯ ’رشد‘ کی خصوصی اشاعتوں پر تبصرہ وتنقید اور بعض وضاحتیں

پتہ برائے خریداری: 99 جے ماڈل ٹاؤن، لاہور فون 5839404, 5866476

www.KitaboSunnat.com

تحقیق وتنقید

مولانا عبدالولی حقانی

لشکرِ قسطنطنیہ اور امارتِ یزید کا مسئلہ

ڈاکٹر عبداللہ دامانوی کے مضمون کا ایک ناقدانہ جائزہ

ماہنامہ 'محدث' لاہور، شمارہ جنوری ۲۰۱۰ء میں ڈاکٹر ابوجابر عبداللہ دامانوی کا مضمون ''کیا یزید بن معاویہ لشکر مغفور لہم کے سالار ہیں؟'' کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس مضمون کے حوالے سے چند گزارشات پیش خدمت ہیں:

یزید بن معاویہ کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا یہ فیصلہ مبنی بر انصاف و اِعتدال ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

لا يُخَص بمحبة ولا يُلعَن ومع هٰذا فإن كان فاسقًا أو ظالمًا فالله يغفِر للفاسق والظالم، لا سيما إذا أتٰى بحسناتٍ عظيمة، فالواجب الاقتصاد في ذلك والإعراض عن ذكر يزيد بن معاوية وامتحان المسلمين به، فإن هٰذا من البدع المخالفة لأهل السنة والجماعة (مجموع الفتاویٰ:۴۱۳/۳)

''یزید کو نہ محبت کے ساتھ خاص کیا جائے اور نہ اس پر لعنت کی جائے۔ اس کے باوجود اگر وہ فاسق یا ظالم ہے تو اللہ تعالیٰ فاسق اور ظالم کی بھی مغفرت فرماتا ہے، خصوصاً جب اس نے بڑی بڑی نیکیاں بھی کی ہوں۔ لہٰذا اس بارے میں راہِ اعتدال اختیار کرنا واجب ہے، اس طرح یزید بن معاویہ کے تذکرے سے اور مسلمانوں کو اس کے ذریعے سے امتحان میں ڈالنے سے اِعراض کرنا واجب ہے، کیونکہ یہ ایسی بدعتوں میں سے ہے جن کی اہل السنۃ والجماعۃ نے مخالفت کی ہے۔''

❶ دامانوی صاحب نے صحیح بخاری کی حدیث: «أوّل جيش من أمتي يغزون مدينة قيصر مغفور لهم» (صحیح بخاری:۲۹۲۴) ''میری اُمت میں سے سب سے پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا، ان کی مغفرت ہوگی۔'' کو درج کرنے کے بعد لکھا ہے:

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''منکرین حدیث میں سے محمود احمد عباسی اور اس کے ہم نوا ناصبی حضرات نے اس حدیث کا مصداق یزید بن معاویہ کو قرار دیا ہے۔'' (محدث،ص۴۹)

دامانوی صاحب کی یہ بات درست نہیں ہے بلکہ محمود احمد عباسی سے بہت پہلے مہلب بن احمد، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حافظ ابن کثیر، حافظ ابن حجر اور علامہ قسطلانی رحمہم اللہ وغیرہ نے بھی اس حدیث کا مصداق یزید بن معاویہ کو قرار دیا ہے۔جیسا کہ اس کا اعتراف خود دامانوی صاحب نے مطبوعہ مضمون کے صفحہ نمبر۵۴،۵۵ پر بھی کیا ہے۔

❷ آگے چل کر دامانوی صاحب لکھتے ہیں:''قسطنطنیہ پر پہلا حملہ سیدنا معاویہؓ نے کیا تھا۔'' اور دلیل کے طور پر حافظ ابن کثیرؒ کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔

''اور ۳۲ ہجری میں سیدنا معاویہ نے بلادِ روم پر چڑھائی کی، یہاں تک کہ وہ خلیج قسطنطنیہ تک پہنچ گئے۔'' (البدایة والنهایة:۱۵۹/۷،محدث،ص۵۹)

پہلی بات تو یہ ہے کہ حافظ ابن کثیرؒ کی یہ بات بلاسند ہے اور دامانوی صاحب کے بقول ''بے سند روایت کا وجود اور عدم برابر ہے۔'' دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر دعویٰ خاص ہے اور دلیل عام۔یعنی دعویٰ قسطنطنیہ پر حملہ اور دلیل میں بلادِ روم پر چڑھائی کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ذکرِ عام سے خاص کا ثبوت کیسے ہوتا ہے؟

❸ پھر حافظ زبیر علی زئی کے حوالے سے جناب دامانوی لکھتے ہیں کہ ''یہ حملہ ۳۲ھ بمطابق ۶۵۲ء،۶۵۳ء میں ہوا تھا۔'' اور دلیل میں بے سند، منقطع اور ناقابل حجت تاریخی روایات ذکر کرتے ہیں جو اِن کے اپنے فیصلے کے مطابق بھی دلیل نہیں بن سکتیں۔دلیل کی قوت کا تو یہ حال ہے،لیکن اس دلیل کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ ''صرف اس ایک دلیل سے ہی روزِ روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ اوّل جیش والی حدیث مبارکہ تو یزید پر فٹ کرنا صحیح نہیں ہے۔'' لیکن دلیل کیسی ہے: بے سند اور منقطع تاریخی روایت جو کہ مدعا پر واضح بھی نہیں۔

❹ مزید لکھتے ہیں:

''یہ حملہ قسطنطنیہ پر مضیق القسطنطينية کی طرف سے ہوا تھا، یہ مقام اس شہر سے قریب ہے۔'' جیسا کہ حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں:"فيها كانت وقعة المضيق بالقرب من

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسطنطينية وأميرها معاوية" (تاریخ اسلام از ذہبی، عہد خلفائے راشدین، ص۳۷۱)

''اس سن میں مضیق کا واقعہ ہوا جو کہ قسطنطنیہ کے قریب ہے اور اس کے امیر معاویہؓ تھے، لہٰذا یہ حملہ بھی قسطنطنیہ پر ہی تھا۔'' (محدث، ص۵۹،۶۰)

واضح رہے کہ حافظ ذہبی کے اس کلام میں اپنی طرف سے ان الفاظ کی پیوند کاری کی گئی ہے: ''لہٰذا یہ حملہ بھی قسطنطنیہ پر ہی تھا۔''

اس استدلال میں اہل بدعت کے طرزِ استدلال سے مشابہت نمایاں ہے۔ کیا یہ حضرات بتا سکتے ہیں کہ مضیق قسطنطنیہ (جہاں پر حملہ ہوا تھا) کے درمیان اور قسطنطنیہ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ مضیق قسطنطنیہ اور قسطنطنیہ دو الگ الگ مقامات ہیں اور ایک پر حملہ سے دوسرے پر حملہ لازم نہیں آتا۔

۵ آگے چل کر دامانوی صاحب لکھتے ہیں:

سیدنا معاویہؓ کا قسطنطنیہ پر دوسرا حملہ: اس کے تحت امام بخاری کی تاریخ صغیر و تاریخ کبیر سے ایک روایت ذکر کرتے ہیں۔ جسے ہم ان کے ترجمے کے ساتھ نقل کرتے ہیں:

"حدثنا عبد الله بن صالح حدثني معاوية عن عبد الرحمن بن جبير بن نفير عن أبيه عن أبي ثعلبة الخشني قال سمعتُهُ في خلافة معاوية بالقسطنطينية وكان معاوية غزا الناس بالقسطنطينية: إن الله لا يعجز هذه الأمة من نصف يوم."

''سیدنا ثعلبہ خشنیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے معاویہؓ کو ان کے دورِ خلافت میں قسطنطنیہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا جبکہ وہ لوگوں کو قسطنطنیہ پر چڑھائی کے لیے روانہ کر رہے تھے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس اُمت کو آدھے دن کے بقدر بھی عاجز نہیں کرے گا۔'' (محدث، ص۶۰)

ایک مبتدی طالب علم جس نے کسی مدرسے میں باقاعدہ ماہرین فن سے پڑھا ہو، اگر وہ بھی اس عبارت پر غور کرے گا تو مترجم کی کوتاہی اور قواعدِ فن سے بے خبری اس پر واضح ہو جائے گی۔ درحقیقت جبیر بن نفیر، یہ بات ابوثعلبہ خشنیؓ کے بارے میں بیان کر رہے ہیں۔ یعنی وہ کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ کی خلافت کے زمانے میں ابوثعلبہ خشنیؓ سے قسطنطنیہ میں سنا اور معاویہ نے لوگوں کو قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا تھا......

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر دامانوی صاحب اس حدیث کے ترجمے پر غور کرتے، تو کبھی بھی ایسی جہالت کا اِرتکاب نہ کرتے۔ چنانچہ دامانوی صاحب نے اس جملہ کو صحیح قائل کی طرف منسوب کرنے میں غلطی کھائی ہے۔

٦ مزید برآں مسند احمد کی متابعت والی روایت کا ترجمہ بھی درست نہیں کیا گیا۔ صاحب مضمون درج ذیل عبارت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

"إذا رأيت الشام مائدة رجل واحد وأهل بيته"

''جب تو شام میں ایک شخص اور اس کے گھر والوں کے لیے ایک دستر خوان دیکھے۔''

(محدث، ص ٦١)

حالانکہ اس کا درست ترجمہ یوں ہے:

''جب تو (ملک) شام کو ایک آدمی اور اس کے اہل بیت کے لیے دستر خوان دیکھے۔'' یعنی ملک شام ایک آدمی اور اس کے خاندان کے زیر تسلط ہو جائے۔

دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلے ترجمہ میں ملک شام کے اندر ایک شخص اور اس کے اہل خانہ کے ایک دستر خوان کا ذکر ہے، جبکہ صحیح ترجمہ کی رو سے ملک شام کو ہی ایک شخص اور اس کے اہل خانہ کے لئے بطور ایک دستر خوان ذکر کیا گیا ہے۔

٧ دامانوی صاحب 'سیدنا معاویہؓ کا قسطنطنیہ پر تیسرا حملہ' کے ضمن میں لکھتے ہیں:

إن أبا أيوب خالد بن زيد الذي كان رسول الله ﷺ نزل في داره، غزا أرض الروم فمَرَّ على معاوية فجفاه معاوية ثم رجع من غزوته فجفاه

''بے شک ابوایوب انصاری خالد بن زید وہ ہیں کہ جن کے ہاں ان کے گھر پر رسول اللہ ﷺ اُترے تھے (اور اُنہوں نے نبی ﷺ کی کئی دن تک میزبانی فرمائی تھی)۔ اُنہوں نے ارضِ روم میں جنگ کی، پس معاویہ ان پر گزرے......'' (محدث، ص ٦٢)

یوں تو باقی الفاظ کا ترجمہ بھی کوئی علمی اور پسندیدہ نہیں، لیکن اس لفظ کا ترجمہ تو بالکل غلط ہے: فمَرَّ على معاوية ''معاویہ ان پر گزرے''، حالانکہ اس کا ترجمہ یوں بنتا ہے کہ وہ (یعنی ابوایوب انصاریؓ) معاویہ پر گزرے، یعنی ''معاویہؓ کے ہاں سے گزرے۔''

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اسی روایت سے نتیجہ اَخذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس روایت سے واضح ہورہا ہے کہ سیدنا ابوایوب انصاریؓ، سیدنا معاویہؓ کے ساتھ بھی قسطنطنیہ کے جہاد میں شریک ہوئے تھے اور پھر اس جہاد میں حصہ لے کر وہ معاویہؓ کے ساتھ واپس بھی آ گئے۔'' (ص۶۲)

حالانکہ نہ تو اس روایت سے ابوایوب انصاریؓ کا معاویہؓ کے ہمراہ جانا اور آنا ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی معاویہؓ کا جانا ثابت ہوتا ہے بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہورہا ہے کہ معاویہؓ نہیں گئے تھے اور ابوایوب انصاریؓ ارضِ روم میں جہاد کرنے کے لیے گئے تھے۔ جاتے وقت بھی مستقر معاویہ میں وہ معاویہؓ سے ملے اور واپسی پر بھی۔

۸ اور حملہ یہاں پر بھی ارضِ روم پر ہے، قسطنطنیہ کا ذکر ہی نہیں۔ اس وقت سیدنا علیؓ بھی زندہ تھے اور اسی بے رخی کی وجہ سے ابوایوب انصاریؓ، سیدنا علیؓ کی جانب سے بصرہ پر مقرر کردہ عامل عبداللہ ابن عباسؓ سے جا ملے تھے۔

۹ دامانوی صاحب قسطنطنیہ پر چوتھا حملہ سیدنا عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید کے زیرامارت ہونا بیان کرتے ہوئے اس کے تحت سنن ابوداؤد کی اسلم ابوعمران والی روایت ذکر کرتے ہیں، جس میں ہے: "وعلى الجماعة عبد الرحمٰن بن خالد بن الوليد"

''جماعت پر عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید امیر تھے۔''

اسی روایت میں ابوعمران یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ

"فلم يَزل أبو أيوب يجاهد في سبيل الله حتى دُفن بالقسطنطينية''

''پس ابوایوب مسلسل (بغیر کسی انقطاع کے) اللہ کے راستے میں جہاد کرتے رہے یہاں تک قسطنطنیہ میں دفن ہوئے۔''

اس روایت سے یہ پتہ چل رہا ہے کہ عبدالرحمٰن بن خالد جب جماعت پر امیر تھے، یہ غزوہ جاری رہا اور ابوایوب انصاریؓ اس میں وفات پا گئے۔ جبکہ صحیح بخاری کی محمود بن ربیع والی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

فحدثتها قومًا فيهم أبو أيوب صاحب رسول الله ﷺ في غزوته التي

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُوفي فيها ويزيد بن معاوية عليهم بأرض الروم (صحیح بخاری:۱/۱۵۸)

''پس میں نے یہ حدیث ایسے لوگوں کو بیان کی جن میں رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابوایوب بھی تھے۔ اس غزوہ میں جن میں وہ وفات پا گئے اور یزید بن معاویہ ان پر امیر تھے۔''

یہاں پر یہ بات قابل غور ہے کہ اَسلم ابوعمران کی روایت میں بھی ابوایوب کی وفات کا ذکر ہے اور اس حدیثِ محمود بن ربیع میں بھی ان کی وفات کا ذکر ہے۔ عبدالرحمٰن بن خالد کی اِمارت والے غزوہ میں ان کی عدم واپسی اور مسلسل جہاد اور پھر وفات ثابت ہے اور اس حدیث میں بھی۔ لہٰذا یہ دونوں روایات ایک ہی غزوے یا واقعے کے متعلق ہیں۔ اَب رہ گئی یہ بات کہ عبدالرحمٰن بن خالد بھی امیر ہیں اور یزید بن معاویہ بھی تو اس میں منافات نہیں بلکہ تطبیق ممکن ہے۔ چونکہ یہ نہایت اہم غزوہ ہے، اس بنا پر سیدنا معاویہؓ نے اس کے لیے بہت بڑا لشکر بھیجا تھا اور اہل مصر کی جماعت پر عقبہ بن عامر امیر تھے، اہل شام کی جماعت پر فضالہ بن عبید اور مدینہ سے آنیوالی جماعت پر عبدالرحمٰن بن خالد امیر تھے جبکہ تمام لوگوں پر یزید بن معاویہ امیر تھے۔

اس تطبیق سے اس اشکال کا حل بھی نکل آتا ہے کہ جامع ترمذی کی روایت میں وعلی الجماعة فضالة بن عبيد ''جماعت پر فضالہ بن عبید امیر تھے۔'' کے الفاظ آئے ہیں اور دامانوی صاحب یا ان کے اُستاذ صاحب نے ان الفاظ کو وہم قرار دیا ہے، کیونکہ وعلی الجماعة فضالة بن عبيد اور وعلى أهل الشام فضالة بن عبيد میں کوئی فرق نہیں ہے، کیونکہ الجماعة سے مراد اہل شام ہی کی جماعت ہے اور عبدالرحمٰن بن خالد بھی الجماعة پر امیر تھے، لیکن وہ الجماعة جو مدینہ سے نکلی تھی جیسا کہ اَسلم ابوعمران کے الفاظ اس کی تائید کرتے ہیں۔

غزونا من المدينة نريد القسطنطينية سے پتہ چلا کہ ہم مدینہ سے جہاد کے لیے قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوئے اور الجماعة پر عبدالرحمٰن بن خالد امیر تھے، یعنی وہ جماعت جو مدینہ سے نکلی تھی۔ یہی بات دکتور صلابی نے اپنی کتاب میں لکھی ہے:

''یعنی الجماعة الذين غزوا من المدينة یعنی وہ جماعت جو مدینے سے جہاد کے لیے نکلی تھی، جبکہ قائدِ عام یزید بن معاویہ ہی تھے۔'' (الدولة الأموية:۲/۳۶)

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دامانوی صاحب ''اس وضاحت سے کئی باتیں ثابت ہوئیں'' کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

''قسطنطنیہ پر ان حملوں کے دوران پوری جماعت پر عبدالرحمٰن بن خالد امیر تھے۔'' (ص ۷۰)

حالانکہ اس کی اُنہوں نے کوئی صریح دلیل پیش نہیں کی۔ پھر لکھتے ہیں:

''شروع کے حملوں میں یا اوّل جیش میں یزید بن معاویہ شامل نہ تھے، کیونکہ یہ واقعات ۴۴ھ ۴۵ھ ۴۶ھ کے دوران پیش آئے تھے اور یہ حملے یزید بن معاویہ کے ۴۹ھ کے حملے سے پہلے ہوئے تھے۔'' (ص ۷۱)

تو عرض یہ ہے کہ دامانوی صاحب اپنے ان دعووں پر کوئی قابل اعتبار صحیح اور متصل سند والی کوئی روایت پیش کریں، کیونکہ ان کے بقول ''بے سند روایت کا وجود اور عدمِ وجود برابر ہے۔''

بہر حال کچھ مزید غلطیاں بھی ان کی تحریر میں موجود ہیں، لیکن ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ جو تطبیق ہم نے بیان کی ہے، اگر کسی کو اس سے اتفاق نہ ہو تو نہ کرے۔ اگر وہ کسی کو جنتی نہیں مانتے تو نہ مانیں، لیکن کسی کو بزور جہنمی ثابت کرنے کی بھی کوشش نہ کریں۔ ہم تو ان تمام کے بارے میں یہی کہتے ہیں کہ

﴿تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (البقرہ:۲/۱۴۱)

''یہ امت ہے جو گزر چکی جو انہوں نے کیا ان کے لیے ہے اور جو تم نے کیا تمہارے لیے، تم ان کے اعمال کے بارے میں سوال نہ کیے جاؤ گے۔''

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے:

﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (المائدۃ:۵/۱۱۸)

''اگر تو ان کو سزا دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو تو غالب ہے حکمت والا ہے۔''

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکیر وموعظت

مریم جمیلہ علوی

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ

[اور حسد کرنے والے کے شر سے، جب وہ حسد کرنے لگے]

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانی طبائع کو جہاں گوناگوں صفاتِ عالیہ سے نوازا ہے وہاں اُس میں کچھ کوتاہیاں بھی رکھ دی ہیں، جو اُس کے بشر ہونے پر دلیل ہیں۔خوش قسمتی کی بات یہ ہے کہ اللہ نے انسان کو ان خامیوں کے اِدراک کی صلاحیت بھی بخشی ہے اور دور کرنے کا سلیقہ بھی عطا کیا ہے۔اِنسانی شعور ان کو محسوس کرسکتا ہے اور اسباب وعلل کو تلاش کر کے علاج بھی کرسکتا ہے۔یہ خامیاں جسمانی، روحانی قسم کی ہیں جو نفسیات واخلاق سے تعلق رکھتی ہیں۔ان میں سے کچھ وقت گزرنے کے ساتھ ختم ہوجاتی ہیں، کچھ کو بدلنا انسان کے اختیار میں نہیں، کچھ پر کم وقت اور کم محنت صرف ہوتی ہے اور کچھ اَخلاقی بیماریاں ایسی ہوتی ہیں جو خود بخود ختم نہیں ہوتیں بلکہ باقاعدہ محنت کر کے ہی ان کی بیخ کنی کی جاسکتی ہے۔یہ مشقت طلب بھی ہے اور صبر آزما بھی۔انہی میں سے ایک 'حسد' بھی ہے۔

حسد کی تعریف

حسد کا مطلب ہے کہ ''کسی دوسرے کی خوش حالی پر جلنا اور تمنا کرنا کہ اس کی نعمت اور خوش حالی دور ہوکر اسے مل جائے۔''

حاسد وہ ہے جو دوسروں کی نعمتوں پر جلنے والا ہو۔ وہ یہ نہ برداشت کر سکے کہ اللہ نے کسی کو مال،علم، دین،حسن ودیگر نعمتوں سے نوازا ہے۔ بسا اوقات یہ کیفیت دل تک رہتی ہے اور بعض اَوقات بڑھتے بڑھتے اس مقام تک آ پہنچتی ہے کہ حاسد (حسد کرنے والا) محسود (جس سے حسد کیا جائے) کے خلاف کچھ عملی قدم اٹھانے پہ آ جاتا ہے۔اس کی کیفیات کا اظہار کبھی اس کی باتوں سے ہوتا ہے اور کبھی اس کا عمل اندرونی جذبات و اِحساسات کی عکاسی کرتا ہے۔حسد کی کیفیت جب تک حاسد کے دل ودماغ تک محدود رہے، محسود کے لیے خطرہ کا

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باعث نہیں بنتی بلکہ وہ سراسر حاسد کے لیے ہی وبالِ جان بنا رہتا ہے اور یوں وہ اپنی ذات کا خود ہی بڑا دشمن بن بیٹھتا ہے، لیکن جب وہ اپنی جلن کو کھلم کھلا ظاہر کرنے لگے تو یہی وہ مقام ہے جس سے پناہ مانگنے کے لیے خالق ارض وسماء نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے:

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ (الفلق:۵)

''(میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں) حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔''

اس آیت مبارکہ میں یہ نہیں سکھایا گیا کہ ''حاسد کے شر سے پناہ مانگو'' بلکہ اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ''حاسد کے شر سے پناہ مانگو جب وہ حسد کرنے لگے'' کیونکہ جب تک اس کا حسد ظاہر نہیں ہوتا تب تک وہ ایک قلبی وفکری بیماری ہے جس کا تعلق حاسد کی ذات سے ہے اور یہ درجہ محسود کے حق میں نقصان دہ نہیں ہے۔

قرآن میں مختلف مقامات پر آیات وارد ہوئی ہیں جن میں اللہ تبارک تعالیٰ نے حسد کا ذکر کیا ہے۔ان آیات سے حسد کا معنی اور زیادہ واضح ہوجائے گا۔

① ﴿حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ﴾ (البقرۃ:۱۰۹) ''اپنے دلوں میں حسد کی وجہ سے۔''

② ﴿أَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ (النساء:۵۴)

''کیا وہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا کیا ہے۔''

③ ﴿فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا﴾ (الفتح:۱۵)

''پس عنقریب وہ کہیں گے بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو۔''

مذکورہ بالا آیات میں حسد کی بات کی گئی ہے جو دلوں تک محدود رہتا ہے اور کینہ وبغض کی شکل اختیار کر چکا ہوتا ہے، لیکن سورہ فلق میں اِذا حسد کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ جب وہ حسد کا عملی مظاہرہ کرنے لگے۔

حسد کی مذمت میں نبی اکرم ﷺ سے مختلف اَحادیث مروی ہیں، مثلاً

❶ ''کسی بندے کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہوسکتے۔'' (سنن نسائی:۲۹۱۲)

❷ ''تمہاری طرف پچھلی قوموں کی برائیاں حسد اور بغض سرایت کر آئیں گی جو مونڈ ڈالیں گی میں نہیں کہتا کہ یہ بالوں کو مونڈ دیں گی بلکہ یہ دین کو مونڈ دیں گی۔'' (سنن ترمذی:۲۵۱۰)

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَقسام حسد

اس کی دو قسمیں ہیں:

- **پہلی قسم:** یہ کہ حاسد دوسرے کی نعمت چھن جانے کی خواہش کرے خواہ وہ اس کو ملے یا نہ ملے یہ مذموم ترین قسم ہے کہ انسان اپنے لیے بھی اللہ سبحان و تعالیٰ کے انعام و فضل کا خواہش مند نہیں ہوتا اور وہ اپنے بھائی کے نقصان کا متمنی ہوتا ہے۔
- **دوسری قسم:** یہ ہے کہ حاسد چاہتا ہے کہ نعمت، صاحب نعمت سے چھن کر مجھے مل جائے، یہ کیفیت ایمان کی کمزوری کو ظاہر کرتی ہے۔ اللہ بڑے فضل اور وسعت والا ہے۔'نعمت' صاحب نعمت سے چھن کر مجھے مل جائے'' اس کی بجائے حاسد اگر اللہ سے یہ دعا کرے کہ ''یااللہ! یہ نعمت مجھے بھی مل جائے'' تو اللہ کی قدرتِ کاملہ سے کیا بعید ہے کہ وہ اس کو صاحب نعمت سے بڑھ کر مالا مال کردے یہ اللہ پر ایمان اور سوچ کا فرق ہے۔
- اگر انسان کسی دوسرے پر اللہ کا فضل و کرم دیکھے اور پھر اللہ سے اپنے لیے بھی وہی کچھ یا اس سے بڑھ کر طلب کرے تو یہ رشک کہلاتا ہے اور جائز ہے، کیونکہ اُس نے دوسرے انسان یا صاحب نعمت کی نعمت کا زوال نہیں چاہا، نہ چھن جانے کی تمنا کی۔ حسد کی بُرائی ہی یہ ہے کہ اس میں مبتلا ہوکر ایک بھائی دوسرے بھائی کی خوشیوں اور نعمتوں کے زوال کی یا چھن جانے کی آرزو کرتا ہے۔ سورۃ القصص کے رکوع نمبر ۸ میں اللہ تعالیٰ نے قارون کا واقعہ بیان کیا ہے وہ صاحب نعمت تھا۔ بے تحاشا مالدار تھا، لیکن اپنے مال کو اللہ کی راہ میں یا لوگوں کی خیر خواہی میں خرچ کرنے کی بجائے بخیل بن بیٹھا۔ متکبر بن گیا اور اپنے مال کو لوگوں کے لیے آزمائش بنا دیا۔ اس کے مال پر دنیا پرست افراد نے رشک کیا اور اہل علم نے پناہ مانگی تو صاحب نعمت جب نعمت کو صرف دنیا حاصل کرنے کے لیے استعمال کرے اور اس کو فخر و ریا کا ذریعہ بنالے تو ایسی نعمت کو حاصل کرنے کے لیے اہل علم کے لیے رشک جائز نہیں ہے۔ رشک صرف دو صورتوں میں جائز ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ

''دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے۔ ایک وہ جس کو اللہ نے قرآن دیا ہو اور وہ راتوں کو بھی

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تلاوت کرتا اور اس پر عمل کرتا ہو اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ دن رات اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو۔'' (صحیح بخاری:۵۰۲۵)

اَسباب حسد

◉ **تفوق کی خواہش:** انسان کا نفس بنیادی طور پر دوسروں سے بلند وبرتر رہنا چاہتا ہے۔جب وہ کسی کو اپنے سے بہتر حال و مقام پر دیکھتا ہے تو یہ چیز اس پر گراں گزرتی ہے۔ لہٰذا وہ چاہتا ہے کہ یہ نعمت اس سے چھن جائے تاکہ ہم دونوں برابر ہوجائیں۔یہ حسد کی بنیادی علت ہے۔

حسد عموماً ہمسر اور ہم پلہ اَفراد میں ہوتا ہے۔مثلاً بہن بھائیوں میں، دوستوں میں، افسران میں، تاجر تاجر سے حسد کرے گا، سیاستدان سیاستدان سے حسد کرے گا، طالب علم طالب علم سے اور اہل قلم اہل قلم سے حسد کریں گے اور حسد کی جڑ اس فانی دنیا کی محبت ہے۔اس کے اور بھی بہت سے اَسباب ہیں۔ایمان کی کمزوری بھی حسد کا باعث بنتی ہے۔حاسد اللہ کی تقسیم پر راضی نہیں ہوتا، وہ سمجھتا ہے کہ یہ نعمت جو دوسرے کو عطا کی گئی ہے اس کا اصل حق دار میں ہوں۔وہ اپنے قول وعمل سے یہ اظہار کرتا ہے کہ اللہ نے کیسی ناانصافی کی ہے اور اپنے فضل و کرم کے لیے غلط انسان کا انتخاب کیا ہے۔یہ تصورات و خیالات اس کے ایمان کو متزلزل کردیتے ہیں اور اس کے اللہ کے ساتھ تعلق کو کمزور کردیتے ہیں۔اسی سوچ کی وجہ سے ابلیس ملعون ومردود قرار پایا تھا۔ایسا کردار ومزاج رکھنا درحقیقت ابلیس کے نقش قدم پر چلنا ہے جس کا انجام نامرادی کے سوا کچھ بھی نہیں، کیونکہ حاسد کا حسد اللہ کے فیصلے کو نہیں بدل سکتا۔

ہر انسان کچھ خوبیوں اور کچھ خامیوں کا مجموعہ ہے۔اپنے کردار و مزاج کی خامیوں کو سمجھتے ہوئے ان کی اصلاح کی کوشش کرنا مثبت وتعمیری سرگرمی ہے، لیکن اگر اپنی خامیوں کی اِصلاح کی بجائے دوسروں کی صلاحیتوں اور خوبیوں پر انسان جلنا کڑھنا شروع کردے تو یہ حسد کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔ایسا انسان احساس کمتری میں مبتلا ہوجاتا ہے اور اپنی اور دوسروں کی زندگی اجیرن کرلیتا ہے۔اپنی صلاحیتوں اور خوبیوں پر اس کی نظر نہیں جاتی۔وہ ہر وقت دوسروں پر نظر

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتا ہے۔ اللہ سے شکوہ کناں رہتا ہے اور حاسد بن جاتا ہے۔

◉ **تنگ دلی:** دل کی تنگی بھی اَسباب حسد میں سے ہے۔ بعض اوقات نہ تو انسان میں تکبر ہوتا ہے اور نہ وہ احساس کمتری میں مبتلا ہوتا ہے، لیکن جب اس کے سامنے کسی پر اللہ کے انعام یا احسان کا تذکرہ کیا جائے تو اسے یہ بات بری معلوم ہوتی ہے اور جب کسی شخص کی بدحالی یا مصیبت کا تذکرہ کیا جائے تو اُسے خوشی محسوس ہوتی ہے۔ لوگوں کی بدحالی اُسے بھلی لگتی ہے اور خوشحالی اُسے غمگین کر دیتی ہے وہ بندوں پر اللہ کی نعمتوں کا بخل کرتا ہے حالانکہ اس کی کوئی وجہ نہیں ہوتی اور اس کے اس موجود نعمتوں میں کچھ کمی بھی نہیں ہو رہی ہوتی تو یہ نفس کی خباثت اور شرانگیزیاں ہیں جو انسان کو اس بُرے کردار و عمل کی طرف لے جاتی ہیں اور نفس کا پہلے پہل یہی کام ہوتا ہے کہ وہ انسان کو بُرائی پر اکساتا ہے۔

◉ **اِجارہ داری کا خبط:** غرور و تکبر میں مبتلا شخص ہر چیز پر اپنی اجارہ داری سمجھتا ہے۔ خود پسندی میں مبتلا ہوتا ہے اور اگر کوئی اور انسان اس کے برابر آ جائے تو وہ ڈرتا ہے کہ کہیں وہ مجھ سے بڑا نہ ہو جائے یا اگر اُس سے کم حیثیت کا شخص اس کے برابر آ جائے یا اس سے آگے بڑھ جائے تو وہ اس کی بلندی کو برداشت نہیں کر پاتا اور حسد میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اُسے اپنی حیثیت و مقام کھو جانے کا خوف لاحق ہو جاتا ہے۔ مشرکین مکہ کا رسول اللہ ﷺ سے حسد اسی نوعیت کا تھا۔

◉ **علم و فن میں برتری کی خواہش:** بعض اَوقات انسان اپنے فن، علم، حیثیت، عہدے، دین اور صلاحیتوں میں ممتاز ہوتا ہے، یگانۂ روزگار ہوتا ہے اور جب اُسے معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور علاقے یا جگہ میں اس کی طرح کا ایک اور انسان موجود ہے تو اس کے دل میں حاسدانہ جذبات نمو پانے لگتے ہیں۔ یا اس کا دل تنگ ہونے لگتا ہے اور وہ اُس فرد کے مر جانے یا اس کی نعمت کے زائل ہو جانے کی تمنا کرنے لگتا ہے اور یہ جذبات حسد کا شاخسانہ ثابت ہوتے ہیں۔

◉ **بغض و عناد:** بغض و عداوت بھی حسد کی وجہ بن جاتے ہیں۔ انسان کسی کے خلاف دل میں غصہ یا دشمنی پال لے اور اس کو ختم کرنے پر آمادہ نہ ہو تو وہ کینہ بن جاتا ہے۔ اس سے انتقام کا جذبہ جنم لیتا ہے اور حضرت انسان کو اپنے دشمن کا نقصان اور مصیبت اچھی لگتی ہے اور

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشمن کو ملنے والی نعمت یا بھلائی اُسے بری لگتی ہے اور وہ اس کے ختم ہو جانے کی آرزو کرتا ہے اور یہی تو حسد ہے۔ گویا عداوت، کینہ اور حسد لازم وملزوم ہیں اور جس نے حسد کی بیماری کا علاج کیا ہے اُسے عداوت اور بغض کا علاج بھی کرنا ہوگا، کیونکہ اگر اسباب باقی رہے تو بیماری کبھی بھی پلٹ کر حملہ آور ہوسکتی ہے۔ حسد کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے اَسباب کا خاتمہ ضروری ہے۔

مثالیں: حسد ایک ایسی برائی ہے جو آغاز کائنات سے چلی آ رہی ہے۔ تاریخی مطالعہ سے ہمیں حسد کی کچھ مثالیں ملتی ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیا ہے۔

① اِبلیس کا انسان سے حسد

آسمان میں سب سے پہلا جو گناہ سرزد ہوا وہ حسد تھا، جو ابلیس نے سیدنا آدم علیہ السلام سے محسوس کیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سمیت ابلیس کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کہا۔ قرآن کے الفاظ یہ ہیں:

﴿قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ﴾ (ص:٧٦)

''کہا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے تخلیق کیا ہے۔''

اس نے سوچا کہ جو مقام سیدنا آدم علیہ السلام کو عطا کیا گیا ہے وہ اصل میں تو میرا حق تھا۔ میں اعلیٰ عنصر یعنی آگ سے تخلیق کیا گیا ہوں اور آدمؑ کو ادنیٰ عنصر یعنی مٹی سے بنایا گیا ہے تو تخلیقی اعتبار سے اور عبادت و ریاضت کے لحاظ سے میں اس مرتبہ کا حقدار تھا جس پر آدمؑ کو فائز کیا گیا ہے۔ مجھ سے کمتر مخلوق کو مجھ پر برتری دی گئی ہے۔ اس نے تکبر بھی کیا اور احساس کمتری میں بھی مبتلا ہوا۔ لہٰذا حسد میں مبتلا ہو کر اس نے خالق بشر کو چیلنج کر دیا کہ میں تیری اس مخلوق کو راہِ راست سے بھٹکا کر رہوں گا جس صفت کی بنیاد پر آدمؑ کو مجھ پر برتری دی گئی ہے اس کی اُسی صفت کو میں تیری نافرمانی میں استعمال کرواؤں گا۔

سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کے جرم میں اللہ نے ابلیس لعین کو جنت سے نکل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ دنیا کے سب سے پہلے حاسد نے آدمؑ و بنی آدم کو اُسی جنت سے نکالنے کا ہدف طے کیا تھا اور آج تک وہ یکسوئی کے ساتھ اپنے ہدف کو حاصل کرنے میں مصروفِ عمل ہے۔ قرآن کریم میں کئی مقامات پر یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ آج جو بھی مبتلائے حسد ہے وہ اوّلین

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاسد ابلیس کے نقش قدم پر چل رہا ہے اور ابلیس کی طرح وہ بھی اللہ سے شکوہ کناں ہوتا ہے کہ نوازے جانے کا حق دار تو میں تھا تو نے دوسرے کو یہ فضیلت کیوں عطا کی؟ فضیلت اور برتری کے خواہش مند ابلیس کے حسد نے اُسے کس انجام بد سے دوچار کیا تھا؟ یقیناً اس برے انجام سے انسان کو ڈرنا چاہیے۔

قابیل کا ہابیل سے حسد

زمین پر بھی سب سے پہلا گناہ حسد کی وجہ سے ہوا۔ جس کے نتیجے میں قابیل نے اپنے سگے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا گویا پہلا قتل حسد کا نتیجہ تھا۔ کتب تفاسیر میں آتا ہے کہ قابیل اور ہابیل دونوں نے اللہ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی۔ ہابیل کی قربانی عمدہ اور قابیل کی ردّی اور بے کار تھی۔ دونوں نے قربانیوں کو میدان میں رکھا تو ہابیل کی قربانی کو آسمانی آگ نے جلا دیا جو کہ قبولیت کی علامت تھی جبکہ قابیل کی قربانی کو آسمانی آگ نے نہیں جلایا۔ چنانچہ اسی حسد میں کہ ''ہابیل کی قربانی کیوں قبول ہوئی ہے؟'' قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا حالانکہ کرنے کا کام یہ تھا کہ وہ اپنی غلطی کی اِصلاح کر لیتا۔ سورہ مائدہ میں اللہ نے اس واقعہ کا تفصیلی ذکر کیا ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَىْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾

''اور ان کو آدم کے بیٹوں کا قصہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنائیے جب دونوں نے قربانی پیش کی تو ان دونوں میں سے ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔ اُس (قابیل) نے کہا۔ میں ضرور تمہیں قتل کر دوں گا۔ اُس (ہابیل) نے کہا اللہ پرہیزگاروں سے قبول کرتا ہے۔'' (المائدة: ۲۷)

قابیل کو یہ حسد محسوس ہوا کہ ہابیل کا درجہ و قبولیت بارگاہ الٰہی میں بڑھ گیا ہے حالانکہ ہابیل نے اس کی وجہ بیان کر دی تھی کہ ''اللہ پرہیزگاروں سے قبول کرتا ہے۔'' ہابیل کی عمدہ قربانی اور خالص نیت نے اُسے بارگاہ اِیزدی میں قرب و شرف عطا کیا تھا۔ پیچھے رہ جانے اور ناکامی کے احساس نے قابیل کو ہابیل کے قتل پر اُکسایا۔ حالانکہ کرنے کا کام یہ تھا کہ وہ اپنی غلطی کی اِصلاح کر لیتا۔ حسد کی یہ قسم ہمارے معاشرے میں اُس جگہ پائی جاتی ہے جہاں افراد کسی بااختیار ہستی کی نظر میں بلند مقام، قرب و شرف کے متلاشی ہوتے ہیں۔ خواہ وہ کلاس روم

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو، دفتر ہو، ادارہ ہو یا گھر ہو اور قابیل کی طرح وہ اپنے ساتھی کو ترقی کرتا دیکھ کر احساسِ ناکامی و نامرادی میں گھر کر اُسے نقصان پہنچانے کے درپے ہو جاتے ہیں۔

برادرانِ یوسف کا یوسفؑ سے حسد

تاریخ سے حسد کی ایک اور بڑی مثال برادرانِ یوسف کی ملتی ہے۔ حضرت یوسفؑ اپنی بہترین عادات، اعلیٰ کردار اور معصوم و بے مثال حُسن کی وجہ سے اپنے والد حضرت یعقوبؑ کی آنکھ کا تارا تھے۔ بھائیوں کو اپنے والد کی یوسفؑ سے بے پناہ محبت ناگوار گزرتی تھی اور انہوں نے یوسفؑ کے قتل کا ارادہ کیا جو بعد میں بڑے بھائی کے مشورے پر بدل دیا اور انہوں نے یوسفؑ کو کنویں میں پھینکنے پر اکتفا کیا۔ سورہ یوسف میں اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

﴿اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا یَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِیْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ﴾ (یوسف:۹)

''مار ڈالو یوسف کو یا کہیں پھینک آؤ تاکہ تمہارے باپ کی توجہ تمہاری طرف ہو یوسف کے بعد تم لوگ اچھے رہو گے۔''

مگر اس سب کے باوجود نہ تو وہ والد کی آنکھ کا تارا بن سکے نہ یوسفؑ کے مقام کو پہنچ سکے۔ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے بلکہ اللہ نے انہی اسباب سے یوسفؑ کو پیغمبری اور بادشاہی سے سرفراز کیا۔

یہود و نصاریٰ کا اسلام اور اہل اِسلام سے حسد

یہود و نصاریٰ اسلام، اہل اسلام، نبی معظم اور قرآن سے دلی طور پر بغض و حسد رکھتے ہیں اور ان کا یہ خبث باطن اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کئی جگہ بیان فرمایا ہے۔ علمائے یہود منتظر تھے کہ آخری نبی ہم میں یعنی بنی اسحٰق میں مبعوث ہوگا۔ مگر جب اللہ نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت آخری نبی بنی اسماعیل میں مبعوث فرمایا تو یہود بنی اِسماعیل کی برتری برداشت نہ کرسکے۔ وہ اپنی سرداری اور برتری کے زعم میں مبتلا تھے، لہٰذا نبی مرسل ﷺ پر ایمان لانے کی بجائے حسد کرنے لگے۔ قرآن اس کیفیت کو یوں بیان کرتا ہے۔

﴿وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَیْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِكُمْ﴾ (آل عمران:۱۱۹)

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جب وہ اکیلے ہوتے ہیں تو غصہ کے مارے تم پر اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں۔ آپ کہو کہ تم اپنے غصہ میں جل مرو۔''

اسی حسد کی وجہ سے یہود نے نبی اکرم ﷺ پر کئی قاتلانہ حملے بھی کئے، جادو کیا۔ قرآن کو وحی ماننے سے انکار کیا، دین اسلام پر اعتراضات کئے، شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی اور اہل اسلام کے ساتھ ظالمانہ سلوک روا رکھا۔ اہل کتاب آج تک اس حسد میں جل رہے ہیں اور جلتے رہیں گے۔ فضیلت اور برتری کا خود ساختہ زعم انہیں لے ڈوبا ہے۔

مشرکین مکہ کا قرآن اور اہل قرآن سے حسد

مشرکین مکہ بھی اپنی سرداری اور برتری کے زعم میں گرفتار تھے وہ اپنے سوا یا اپنے قبیلے کے کسی آدمی کے سوا کسی دوسرے شخص کا چراغ جلتا نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اسی لیے جب نبی ﷺ نے اعلان نبوت کیا تو وہ بنوہاشم کی برتری برداشت نہ کر سکے۔ ابوجہل رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی وجہ خود بیان کرتا ہے کہ

''ہمارا اور بنی عبدمناف کا باہم مقابلہ تھا۔ انہوں نے کھانے کھلائے تو ہم نے بھی کھلائے، انہوں نے لوگوں کو سواریاں دیں تو ہم نے بھی دیں، انہوں نے عطیے دیئے تو ہم نے بھی دیئے، یہاں تک کہ وہ اور ہم جب عزت وشرف میں برابر کی ٹکر ہوگئے تو اب وہ کہتے ہیں کہ ہم میں ایک نبی ہے جس پر آسمان سے وحی آتی ہے۔ بھلا اس میدان میں ہم کیسے ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ خدا کی قسم ......! ہم ہرگز نہ اس کو مانیں گے اور نہ اس کی تصدیق کریں گے۔''

(ابن ہشام: جلداوّل)

اس پر کفارِ مکہ نے اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت میں حد کر دی۔ نبی ﷺ کے قتل کے منصوبے بنائے۔ شعب ابی طالب میں محصور کیا۔ مسلمانوں پر مکہ کی سرزمین تنگ کر دی۔ قرآن کا انکار کیا اور جنگیں لڑیں۔ ان سب افعال کا محرک 'حسد' تھا۔

مفاسد حسد

حسد مفرد بیماری نہیں ہے بلکہ بہت سی روحانی بیماریاں مل کر حسد کی شکل میں ظاہر ہوتی ہیں، لہٰذا اس کے نقصانات بھی بہت سارے ہیں اور یہ ہمارے دین، دنیا و آخرت، شخصیت

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور معاشرے پر بری طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ذیل میں ہم ان کا جائزہ لیتے ہیں۔

دینی و اُخروی نقصانات

- حاسد کا ایمان خطرے میں ہوتا ہے۔ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"کسی بندے کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہو سکتے۔" (سنن نسائی:۲۹۱۲)

"تمہاری طرف پچھلی قوموں کی برائیاں حسد اور بغض سرایت کر آئیں گی جو مونڈ ڈالیں گی۔ میں نہ کہتا کہ یہ بالوں کو مونڈیں گی بلکہ یہ دین کو مونڈ دیں گی۔" (سنن ترمذی:۲۵۱۰)

آج ہم دیکھتے ہیں کہ علما اور دیندار لوگوں میں ایک دوسرے کے لیے حسد پایا جاتا ہے حالانکہ اپنے علم و دین کی وجہ سے ان کے اَخلاق اعلیٰ اور ظرف کشادہ ہونے چاہئیں۔انہیں ایک دوسرے کی نیکیوں پر رشک کرنا چاہیے اور نیکیوں میں مسابقت کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے نہ کہ ایک دوسرے کی جڑیں کاٹنے کا۔علماے حق آج بھی ایک دوسرے سے حسد نہیں کرتے، کیونکہ ان کا مقصد حب الٰہی ورضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے اس لیے وہ کسی کو اپنے سے آگے بڑھتا دیکھیں تو خوش ہوتے ہیں،اس کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی بجائے دست و بازو بن جاتے ہیں۔

- انسان کا ایمان ودین اس کے تقویٰ، اخلاص و کردار سے جانا جاتا ہے اور حاسد میں یہ خوبیاں نہیں ہوتیں۔
- اِرشاد نبوی ﷺ ہے:

"اس وقت تک لوگ خیر سے رہیں گے جب تک ایک دوسرے سے حسد نہ کریں گے۔"

(الترغیب و الترھیب:۳/۵۴۷)

- جادو کی ایک بڑی وجہ حسد ہے۔جادو کفر اور جادوگر کافر ہے۔اس کی سزا قتل ہے۔گویا حسد میں مبتلا ہوکر اٹھایا جانے والا قدم حاسد کو دائرہ ایمان سے بھی خارج کرسکتا ہے۔
- حاسد اپنے رب سے بدگمان ہوجاتا ہے۔تعلق باللہ میں بھی کمی واقع ہوجاتی ہے اور یہ بہت بڑا نقصان ہے اور جو شخص اللہ رب العزت جیسی ہستی سے بدگمان ہوسکتا ہے اس کا انسانوں کے ساتھ کیسا معاملہ ہوگا۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیاوی نقصانات

- حاسد کے تعلقات کسی کے ساتھ بھی خوشگوار نہیں رہ سکتے وہ ہر ایک سے بدگمان ہونے لگتا ہے۔
- حاسد دوسرے کا احترام نہیں کرسکتا نتیجتاً اُسے بھی احترام نہیں ملتا۔
- حاسد دوسروں کے لیے باعث عذاب ہوتا ہے ایسے لوگ خود مسکرانا جانتے ہیں نہ دوسروں کو مسکراتا دیکھ سکتے ہیں۔
- حاسد خود پر اللہ کے فضل کو محسوس نہیں کرسکتا لہٰذا خوش نہیں ہوتا اور دوسروں پر اللہ کا فضل بھی برداشت نہیں کرسکتا اور ناشکرا بن جاتا ہے۔
- حسد کی وجہ سے قطع رحمی جیسی شنیع قباحت پیدا ہوجاتی ہے۔
- حاسد کی نظر کسی کو بھی لگ سکتی ہے۔ انسان کی نگاہ کی شعاعیں اثر میں سب سے زیادہ تیز ہیں۔ الٹرا ساؤنڈ مشین کی شعاعیں اندر تک کی رپورٹ لاسکتی ہیں، لیزر شعاعیں اندر سے مرض کی جڑ کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں تو انسان کی نگاہ کی شعاعیں تاثیر میں ان سے بڑھ کر ہیں۔
- حسد کی وجہ سے دو افراد کا باہمی اعتماد ختم ہوجاتا ہے۔
- حسد سے بداخلاقی، الزام تراشی اور بہتان جنم لیتے ہیں۔
- حاسد سے کسی کی جان، مال، عزت و آبرو محفوظ نہیں ہوتی۔ حسد کی آگ حاسد کو محسود کے قتل پر آمادہ کرسکتی ہے۔
- عداوت و بغض حسد کا اور حسد عداوت و بغض کا باعث بنتا ہے۔ دونوں لازم وملزوم ہیں۔
- خاندان تباہ اور گھر ٹوٹ جاتے ہیں۔
- جسمانی امراض لاحق ہوجاتے ہیں۔

اسی لیے اہل جنت کے دلوں سے اللہ تعالیٰ کینے نکال دیں گے تاکہ وہ خوشیوں کا حقیقی لطف اٹھا سکیں۔ نعمتوں پر حقیقی خوشی اور لذت جنت میں ہی محسوس ہوگی، کیونکہ وہاں کوئی حاسد نہیں ہوگا۔

اِنفرادی و معاشرتی نقصانات

حاسد، محسود کے خلاف جب نقصان پہنچانے کی سازشیں کرتا ہے، اور اس کی شخصیت کو

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجروح کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے نتائج صرف محسود کے حق میں برے نہیں ہوتے بلکہ حاسد کے لیے بھی یہ کیفیت انتہائی تباہ کن ہوتی ہے اس کے اثرات اِنفرادی اور معاشرتی سطح پر رونما ہوتے ہیں، چونکہ معاشرہ افراد سے تشکیل پاتا ہے لہٰذا ایک فرد کا بگاڑ پورے معاشرے کے بگاڑ کا باعث بنتا ہے اور جس معاشرے کے اَفراد باہم حسد کرنے لگیں تو ان کے ذاتی نقصان کے ساتھ ساتھ معاشرے میں ترقی کا عمل زوال پذیر ہونے لگتا ہے۔ سب ایک دوسرے کو اوندھے منہ گرانے کی کوشش میں ملک وقوم کے مفاد کو فراموش کردیتے ہیں۔ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی اندھی لگن مقصد سے غافل کردیتی ہے اور تمام تعمیری صلاحیتیں تخریبی قوتوں میں بدل جاتی ہیں۔

- صلاحیتیں کند ہوکر ضائع ہوجاتی ہیں۔ ایسے افراد مثبت سوچ اور تعمیری فکر سے محروم ہوجاتے ہیں۔ وہ اپنے حال و مستقبل کو بہتر سے بہترین کی طرف لے جانے کی بجائے موجودہ حالت سے بھی کئی گنا پیچھے چلے جاتے ہیں۔
- ذہن انتشار کا شکار ہوجاتا ہے جس کے نتیجے میں کبھی مایوسی اور کبھی ڈیپریشن غلبہ پالیتا ہے۔
- شخصیت عدم توازن کا شکار ہوکر ٹوٹ پھوٹ جاتی ہے۔

حسد سے بچاؤ کی تدابیر

اگر کوئی آپ سے حسد کرے تو ......!

اللہ پر مکمل بھروسہ رکھیں اور گھبراہٹ کا مظاہرہ نہ کریں۔ عقیدہ توحید پر ثابت قدم رہیں۔

ارشادِ نبویؐ ہے: جب تک اللہ نہ چاہے کوئی آپ سے کچھ نہیں چھین سکتا۔

«اللهم لا مانع لما أعطيت و لا معطي لما منعت» (صحیح بخاری:٦٦١٥)

''اے اللہ! اُس چیز کو کوئی نہیں روک سکتا جو تو دے، اور کوئی نہیں اس کو دے سکتا جسے تو روک لے۔''

- اشتعال میں نہ آئیں اور انتقام کے منصوبے نہ بنائیں۔ آپ کا صبر ہی حسد کو ختم کرے گا۔
- حاسد کو معاف کردیں اس سے اس کے حسد میں کمی ہوگی۔
- اللہ سے تعلق مضبوط کرنے کے لیے نماز کی پابندی ضرور کریں۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- صبح وشام کے اذکار پڑھیں۔
- صبح وشام دم کریں۔ نظر بد سے بچاؤ کی دعائیں پڑھیں اور اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دے دیں، کیونکہ اللہ کی پناہ کے علاوہ حاسد سے بچنے کا اور کوئی چارا نہیں ہے۔ حسد سے بچاؤ کا سب سے مضبوط قلعہ اللہ کی پناہ میں آنا ہے۔
- حاسد نے جو کچھ آپ کے ساتھ کیا وہ اس کے علم اور ظرف کے مطابق تھا۔ آپ اپنے علم اور ظرف کے مطابق جوابی ردعمل ظاہر کردیں۔ خیر خواہی کے علاوہ کچھ نہ چاہیں۔
- حسد کی وجہ تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ پھر حکمت کے ساتھ حاسد کا سامنا کریں۔
- حاسد سے کم کم ملیں۔
- حاسد کی ہدایت کے لیے دعائے خیر کریں۔
- خوفِ خدا اور تقویٰ کی روش پر قائم رہیں۔
- جب کبھی موقع ملے تو حاسد کے ساتھ احسان یا بھلائی کا معاملہ کریں۔ قطع نظر اس کے کہ اس سے حاسد کے حسد میں کمی ہو رہی ہے یا نہیں؟
- کچھ معاملات میں رازداری سے کام لیں۔ کام کرنے سے پہلے اس کا ڈھنڈورا نہ پیٹنا شروع کردیں۔
- حسد کے جواب میں حسد کرنا یا غیر شرعی طریقے اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے کچھ دعائیں ثابت ہیں جو حسد سے اور نظرِ بد سے بچاؤ کے لیے ہر مسلمان کو پڑھنی چاہئیں۔ مثلاً:

① معوذتین پڑھیں:

عبداللہ بن عابس الجهنی کی روایت نسائی، بیہقی، بغوی اور ابن سعد نے نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''ابن عابس، کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ پناہ مانگنے والوں نے جتنی چیزوں کے ذریعے سے اللہ کی پناہ مانگی ہے ان میں سب سے افضل کون سی چیزیں ہیں؟ میں نے عرض کیا ضرور یارسول اللہ ﷺ! فرمایا: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ یہ دونوں سورتیں۔'' (سنن نسائی:۸۶۳)

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ پر یہ دُعا پڑھتے تھے۔

«أعيذكما بكلمات الله التامة من كل شيطان وهامة ومن كل عين لامة»

''میں تم کو اللہ کے بے عیب کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان اور موذی سے اور ہر نظر بد سے۔'' (صحیح بخاری:۳۳۷۱)

③ مسلم میں ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ بیمار ہوئے تو جبریلؑ نے آ کر پوچھا: ''اے محمدؐ! کیا آپ بیمار ہوگئے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے کہا:

"باسم الله أرقيك من كل شيئ يؤذيك من شر كل نفس أو عين حاسد الله يشفيك باسم الله أرقيك" (رقم الحدیث:۲۱۸۶)

''میں اللہ کے نام پر آپ کو جھاڑتا ہوں ہر اُس چیز سے جو آپ کو اذیت دے اور ہر نفس اور حاسد کی نظر کے شر سے، اللہ آپ کو شفا دے، میں اُس کے نام پر آپ کو جھاڑتا ہوں۔''

④ ایک اور دعا یہ ہے:

«بسم الله يبريك ومن كل داء يشفيك ومن شر حاسد إذا حسد ومن شر كل ذي عين» (صحیح مسلم:۲۱۸۵)

''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، وہ تجھے برکت دے، وہ تجھے ہر بیماری سے شفا دے گا اور ہر حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے اور ہر نظر بد کے شر سے۔''

ذاتی محاسبہ

جس طرح حسد کا علاج ضروری ہے اُسی طرح خود حسد کرنے سے بچانا بھی از حد ضروری ہے۔ اگر کوئی آپ سے حسد کرتا ہے تو اس کو روکنا آپ کے اختیار میں نہیں ہے مگر اپنے نفس کو حسد میں مبتلا ہونے سے روکنا اختیار میں ہوتا ہے۔ پس ہر ایک کو اپنا جائزہ ضرور لینا چاہیے کہ ''یہ بیماری میرے اندر تو نہیں ہے؟'' ہر شخص کے اندر تھوڑی یا زیادہ، یہ بیماری پائی جاتی ہے۔ البتہ عقل مند ہیں وہ انسان، جو اس کا اِدراک کرکے اس پر قابو پا لیتے ہیں اور تعمیری سرگرمیوں میں مصروفِ عمل ہو جائے ہیں۔ ان مواقع پر اپنا جائزہ لیں۔

- جب آپ کسی کو حالت نعمت یا خوشی میں دیکھتے ہیں تو......!
  - کیا آپ خوش ہوتے ہیں؟

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ہاں تو، الحمدللہ یہ مؤمنانہ صفت ہے۔

◉ کیا آپ مایوس اور غمگین ہو جاتے ہیں؟
جلتے کڑھتے ہیں؟ ڈیپریشن ہونے لگتا ہے؟
اُس سے نعمت چھن جانے کی آرزو کرتے ہیں؟
اس کو ذلیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟

اگر ان سوالوں کے جواب 'ہاں' میں ہیں تو یہ خطرہ کی گھنٹی ہے۔کسی ایک سوال کا جواب بھی ہاں میں ہے تو آج سے اور ابھی سے اصلاح کا آغاز کر دیجئے، کیونکہ حسد کے بیج موجود ہیں۔ ان کو پھیلنے پھولنے سے روک لیں۔

جائزہ کے بعد اگر معلوم ہو کہ یہ بیماری میرے اندر بھی ہے تو پھر بیماری کا علاج شروع کر دیجئے، جب مرض کا علاج نہ کیا جائے وہ پھر بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔فوراً استغفار کریں۔ محسود کے لیے دعائے خیر کریں۔

حاسد کی پہچان کا طریقہ

اپنی بیماری کی کھوج لگانی ہو یا کسی اور کو پہچاننا ہو، علامات کم وبیش یکساں ہوں گی۔

◉ حسد کرنے والے کی مسکراہٹ پھیکی اور طنزیہ ہوتی ہے۔

◉ ہنسی تمسخرانہ ہوتی ہے اور آنکھوں میں بھی ایک خاص کیفیت ہوتی ہے۔

◉ حاسد کسی کی تعریف کے موقع پر اپنی تعریف شروع کر دیتا ہے۔اپنے کارنامے یاد کرنے لگتا ہے۔دوسروں کی کامیابی یا خوشی کا موقع ہوتا ہے مگر وہ اپنی تعریف کیے جاتا ہے۔

◉ گفتگو کا رُخ بدل دیتا ہے۔موقع محل سے عاری گفتگو کرنے لگتا ہے۔

◉ جو کسی شخص کی برائیاں اور غیبت شروع کر دیتا ہے اور اس کے عیب لوگوں میں بیان کرنے لگتا ہے۔

◉ موڈ بدلنے لگتا ہے۔ایک دم بجھ سا جاتا ہے۔ماحول سے بے زار نظر آنے لگتا ہے۔

حسد کو ختم کرنے والے اَسباب

① یہ جان لیں کہ حسد سے سراسر اپنا ہی نقصان ہے، دین کا بھی اور دنیا کا بھی۔حاسد تو خود

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا دشمن ہے۔محسود مظلوم کے درجے میں ہے اور حاسد ظالم کے درجے میں۔ اس لیے محسود تو فائدے میں ہے جب کہ حاسد کا نقصان دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی اس کے لیے عذاب تیار ہے۔جسمانی بیماریوں کی طرح روحانی بیماریوں کا علاج بھی ضروری ہے وگرنہ روح کی موت واقع ہوجاتی ہے۔

② اللہ سے دعا کریں۔ دلی کیفیات میں بعض اوقات انسان خود بھی بے بس ہوجاتا ہے اس کے لیے اللہ کی مدد بہت ضروری ہے۔

③ سوچ کو بدلیں۔منفی کے بجائے مثبت اندازِ فکر اپنایا جائے۔

④ کسی اچھی چیز کو دیکھ کر ماشاء اللہ پڑھیں۔اس سے نظر نہیں لگے گی۔

⑤ اپنی نعمتوں پر نظر رکھیں۔ دوسروں کی نعمتوں پر نظر نہ رکھیں۔

⑥ حسد کو رشک میں تبدیل کر دیں مگر یہ یاد رہے کہ رشک صرف دو صورتوں میں جائز ہے۔

⑦ اچھا مطالعہ کریں۔وسعت فکر سے وسعت ظرف بھی پیدا ہوگا اور وسعتِ قلب بھی نصیب ہوگا۔

⑧ اچھے دوستوں کا انتخاب کریں جو آپ کو اللہ سے قریب کرنے والے ہوں۔ آپ کے ایمان کے محافظ ہوں اور آپ کی خامیوں کی اصلاح کرنے والے ہوں۔

⑨ تذکیر کے لیے اچھی مجالس ومحافل میں شرکت کریں۔

⑩ صاحب نعمت کے حق میں ضرور دعا کریں بلکہ اسی موقع پر اس کو دعائیہ کلمات سے نوازیں۔

⑪ نفس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگیں۔أعوذ باللہ من شرور أنفسنا ومن سیئات أعمالنا

⑫ نفس کی رذیل خواہشات کو کچلنے کی عادت پیدا کریں وگرنہ نفس اَمارہ تو بُرائی پہ ہی اُکساتا ہے اور اگر نفس ہم پر غلبہ پالے تو پھر معاذ اللہ۔

⑬ حسد دل کی بہت بڑی بیماریوں میں سے ہے اور اَمراض قلوب کا علاج علم وعمل سے ہوتا ہے۔

⑭ اپنی نعمتوں اور صلاحیتوں پر اللہ کا شکر اَدا کریں۔ان کو محسوس کریں اور جو فضیلت اور برتری اللہ نے کسی اور کو عطا کی ہے،اس کا اعتراف کریں۔

⑮ ہر نعمت اور صلاحیت کی تمنا مت کریں۔ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ (النساء:۳۲)

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑯ جب کبھی کسی کے خلاف حاسدانہ جذبات پرورش پانے لگیں تو اس کو شیطان کا وسوسہ سمجھ کر استغفار کریں۔ رجوع الی اللہ کریں۔ اس سے محفوظ رہنے کے لیے اللہ سے دعا کریں۔

دین دار طبقہ اور مرضِ حسد

◉ مرد کے مقابلے میں عورت میں حسد کا جذبہ نسبتاً زیادہ موجود ہوتا ہے۔ حبِ جاہ اور حبِ مال مردوں میں حسد کا بنیادی محرک ہیں۔ ان کے درمیان معاشرتی حیثیت، عہدوں کا تفاوت اور کاروبار کی نوعیت باعث رقابت بن جاتی ہے۔ کاروباری افراد ہوں یا دفتری و سرکاری ملازم، ذرائع آمدن، آمدنی، معاشرتی حیثیت، افسر اعلیٰ کی نظروں میں حاصل ہونے والا مقام، خاندان میں ملنے والی حیثیت، بنگلہ وگاڑی، تعلیم، فنی مہارت اور حسن و وجاہت عموماً حسد کا شاخسانہ ثابت ہوتے ہیں۔ خواتین مال، اولاد، معاشرتی حیثیت، ملازمت، آمدنی، سامان معیشت، مکان، زیور، آرائش و زیبائش اور حسن و جمال جیسی باتوں پر حسد میں مبتلا ہوجاتی ہیں۔ خاوند کی طرف سے ملنے والی توجہ، سسرال میں مقام و حیثیت وغیرہ بھی جذبۂ رقابت کو جنم دیتے ہیں۔ اس سے گھریلو سیاست جنم لیتی ہے اور گھروں کے ماحول کشیدہ اور بوجھل ہوجاتے ہیں۔ تعلقات میں بگاڑ آتا ہے۔ خواتین کے ڈیپریشن اور ٹینشن کی تہہ میں اکثر یہی عنصر کارفرما ہوتا ہے۔

◉ زمانۂ طالب علمی میں حسد کے محرکات کچھ اور ہوتے ہیں۔ مثلاً ذہانت، علمی مقام، حاصل کردہ نمبر اور پوزیشن، غیر نصابی سرگرمیوں کی کارکردگی وغیرہ۔ بعض دفعہ استاد اگر کسی شاگرد کو اس کی قابلیت وصلاحیت، علمی یا طبعی ضرورت کی بنیاد پر کچھ خصوصی توجہ سے نوازتے ہیں (جوکہ شاگرد کی ضرورت یا حق ہوتا ہے) تو یہ بات بھی وجہ نزاع بن جاتی ہے۔ کسی کی اچھے نوٹس لینے کی صلاحیت، حسن تحریر یا خوبی تقریر بھی دوسروں کو حسد میں مبتلا کردیتی ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ دنیا دار طبقہ تو اس لعنت میں گرفتار ہے ہی، دیندار طبقہ اور اہل علم بھی اس سے محفوظ نہیں ہیں۔ ہر مسلک، ہر امام اور ہر عالم اپنی برتری چاہتا ہے اور دوسرے کو کمتر ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اپنے مدرسے، اپنے نصاب اور طریقۂ تدریس کو دین اور

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرے کی فلاح و بہبود کا ضامن سمجھے ہوئے ہیں۔ کس کے طالب علم زیادہ ہیں، کس کا حلقہ درس زیادہ وسیع ہے اور کس کے اجتماع میں زیادہ حاضری تھی؟ بس یہی حساب و کتاب جاری ہوگیا ہے اور دین کو اِخلاص و خیر خواہی کے ساتھ لوگوں تک پہنچانا ثانوی درجہ اختیار کر گیا ہے۔ شہرت کی حرص کو میڈیا نے دو چند کر دیا ہے۔

سابقوں، لاحقوں کے ساتھ عظیم اور بھاری بھرکم القابات کا استعمال ایک رواج بن چکا ہے۔ کوئی بھی خود کو شیخ الاسلام یا شیخ الحدیث سے کم سمجھنے کو تیار نہیں ہے اور کوئی مدرسہ بھی جامعہ سے کم نہیں ہے۔ جہاں بھی دین کا کام ہو رہا ہے، جماعت یا مسلک کا نام سب سے پہلے نظر آئے گا۔ جماعت اپنا حلقہ قائم کرے گی پھر دین کا کام شروع ہوگا۔ اگر کہیں حلقہ قائم نہ ہوسکے اور جماعت کا نام پس پردہ چلا جائے تو کام رُک جاتا ہے۔ مقاصد اور تربیت کا کام بہت پیچھے چلا گیا ہے۔

آج جتنی کوششیں علماء اپنے مسلک، جماعت، مسجد و مدرسے کو برتر ثابت کرنے کے لیے کر رہے ہیں، اپنی علمی برتری کو کل عالم سے منوانا چاہتے ہیں اور اس کے لیے بے دریغ پیسہ خرچ کر رہے ہیں، ان کوششوں کا ادنیٰ حصہ بھی اگر وہ دین اسلام کو غالب کرنے کے لیے اور اخلاص و خیر خواہی کے ساتھ لوگوں تک صحیح دین پہنچانے کے لیے صرف کریں تو معاشرہ میں مثبت تبدیلی آسکتی ہے۔ پھر ہر طرف جماعتیں اور مکاتب فکر نہیں، دین کا غلبہ ہوگا اور یہی اصل میں دین اسلام کی خدمت ہے۔ اپنے مدرسے، حلقے اور اجتماع میں زیادہ حاضری چاہنا، اس کو وسیع تر کرنے کے لیے تگ و دو کرنا اور پھر اس کو دین کی خدمت کا ذریعہ قرار دینا فی نفسہٖ اپنی روح میں دین کی خدمت نہیں بلکہ اپنی برتری کا سکہ کل معاشرے پر جمانے کی کوشش کرنا ہے۔ یہی مقابلہ بازی بڑھتے بڑھتے اصل مقصد کو کھو کر منفی جذبات میں ڈھل جاتی ہے اور اندر ہی اندر حسد کے بیج اُگنے لگتے ہیں۔ آج عصری ادارے ہوں یا مذہبی ادارے ہمیں دین کا نام لے کر دین کا کام کرتے ہوئے اس کیفیت اور حاسدانہ جذبات سے بچنا بہت ضروری ہے۔ وگرنہ نیکیوں کی فصل کو جل کر راکھ کے ڈھیر میں بدلنے میں لمحہ بھی نہیں لگے گا اور محاسبہ کڑا اور پکڑ سخت تر ہوگی۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یادِ رفتگاں

عبدالرشید عراقی

ایک مثالی عالم؛ شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانبازؒ

پروفیسر رشید احمد صدیقی اپنی کتاب 'گنج ہائے گراں مایہ' میں لکھتے ہیں کہ ''موت سے کسی کو مفر نہیں، لیکن جو لوگ ملی مقاصد کی تائید وحصول میں تادمِ آخر کام کرتے رہتے ہیں، وہ کتنی ہی طویل عمر کیوں نہ پائیں، ان کی وفات قبل از وقت اور تکلیف دہ محسوس ہوتی ہے۔''

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانبازؒ پر یہ جملہ مکمل طور پر صادق آتا ہے جو ۱۳/ دسمبر ۲۰۰۸ء مطابق ۱۴/ ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ بروز ہفتہ رات آٹھ بجے سیالکوٹ میں اس دنیاے فانی سے رحلت فرما گئے۔ إنا لله وإنا اليه راجعون!

مولانا جانبازؒ نے اپنی ساری زندگی دینِ اسلام کی نشر واشاعت، کتاب و سنت کی ترقی وترویج اور حفاظت، شرک و بدعت ومحدثات کی تردید وتوبیخ اور ادیانِ باطلہ کے ردّ میں وقف کردی تھی۔ مولانا جانبازؒ علوم اسلامیہ کے بحرِ ذخار تھے۔ وہ بیک وقت مفسر بھی تھے اور محدث بھی، مؤرخ بھی تھے اور محقق بھی، مصنف بھی تھے اور صحافی بھی، دانشور بھی تھے اور نقاد بھی، ادیب بھی تھے اور مبصر بھی، معلّم بھی تھے اور متکلّم بھی، مقرر بھی تھے اور واعظ بھی، اور سب سے بڑھ کر آپ اہل حدیث کے نامور مفتی بھی تھے۔

مولانا جانباز مرحوم اسلامی تاریخ کے اُن علماے سلف کی ایک زندہ یادگار تھے جو مسلمانوں کے عروج و زوال کے رموز سے آگاہ ہو چکے تھے۔ مولانا جانباز پاکستان کے ان چند منتخب اور مختص علماء میں شامل تھے جنہیں علومِ اسلامیہ پر رسوخ حاصل تھا اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ مولانا کو تفسیر، حدیث، تاریخ، اسماء الرجال اور فقہ میں جو عبورِ کامل تھا، شاید کسی اور عالم کو اتنا درک حاصل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حمیتِ دینی کا جو جوہر عطا فرمایا تھا، وہ بہت کم لوگوں کو ملتا ہے۔ مولانا دینی غیرت وحمیت سے مالا مال تھے۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا جانباز قحط الرجال کے اس دور میں عام مسلمانوں کے لیے اور خاص کر جماعت اہلحدیث کے لیے گو ہر شب چراغ اور اللہ تعالیٰ کی نشانی تھے۔ ان کی رحلت سے طبقہ علما میں جو خلا پیدا ہوا ہے، اس کا پُر ہونا مشکل ہی نہیں، ناممکن نظر آتا ہے۔ مولانا جانباز جیسی نابغہ رُوزگار اور نادر ہستیاں روز روز پیدا نہیں ہوتیں جو کتاب و سنت کی اشاعت اور فروغ میں دیوانہ وار مصروف ہوں ؎

اب نہ آئے گا نظر ایسا کمالِ علم و فن
گو بہت آئیں گے دنیا میں رجال علم و فن

مولانا محمد علی جانباز انتہائی منکسر مزاج، دوراندیش اور تعمیری و مثبت فکر رکھنے والے انسان تھے۔ ان کا سب سے بڑا علمی کارنامہ جامعہ رحمانیہ (سابقہ جامعہ ابراہیمیہ) کا قیام ہے جس نے ملک کو سنجیدہ، اچھے لکھنے والے اور خطیب حضرات دیئے۔

مولانا محمد علی جانباز کی رحلت موت العالِم موت العالَم کی مصداق ہے۔ وہ بیک وقت ایک عالم دین بھی تھے، مدرّس بھی تھے اور مفتی بھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو فہم وبصیرت سے نوازا تھا اور فن تحریر کے ساتھ خطابت کی صلاحیت بھی دی تھی۔ آپ اخلاق و شرافت کا مجسمہ اور علم و حلم کے پیکر تھے۔ بڑے متواضع، زاہد و عابد اور مرتاض تھے۔ اتباعِ سنت میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ بڑے خوددار اور صابر و شاکر تھے۔ جاہ و ریاست کی کبھی خواہش نہیں کی، بہت خلیق اور ملنسار تھے۔ میرا اُن سے ۱۹۸۰ء سے ذاتی تعلق تھا۔ ہر ماہ دو ماہ بعد ان کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ بڑی محبت اور شفقت سے ملتے اور مہمان نوازی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے۔

مولانا جانباز کی شخصیت اس قدر ہمہ گیر اور ہمہ صفت ہے۔ جس کی مثال شاید اس زمانے میں ناپید ہے۔ آپ ایک شب ِزندہ دار بزرگ بھی تھے اور عالم ربانی بھی، اور بے مثال اہل قلم بھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی دینی فہم بھی عطا کی تھی اور دنیاوی شعور بھی۔ آپ پاکیزہ اخلاق کا مجسمہ تھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ کے کردار میں صحابہ کرامؓ کی اتباع کی پوری جھلک دکھائی دیتی تھی۔ مولانا جانباز کی ذاتِ گرامی قدیم روایاتِ صالحہ کی قیمتی یادگار تھی۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمانہ تہذیب و شائستگی کی ایک فلک بوس عمارت آپ کے انتقال سے زمین پر آرہی جو بڑی دلکش، بڑی بلند اور قابل حفاظت تھی۔ان کی رحلت سے اُمت اسلامیہ ایک ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے

مولد و مسکن

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز ۱۹۲۴ء میں مشرقی پنجاب کے ضلع فیروز پور کے قصبہ چک بدھر میں پیدا ہوئے، والد کا نام حاجی نظام الدین اور راجپوت وٹو برادری سے تعلق تھا۔

ابتدائی تعلیم

اپنے قصبہ میں ہی تعلیم کا آغاز قرآنِ مجید سے کیا۔قرآنِ مجید میں آپ کے استاد مولانا محمد تھے جو دارالحدیث رحمانیہ دہلی کے فارغ التحصیل تھے۔قرآن مجید کے علاوہ ابتدائی دینی کتابیں بھی مولانا محمد سے پڑھیں۔ اس کے بعد مولانا محمد کی ترغیب سے آپ مدرسہ راجووال تشریف لائے، جہاں آپ تین ماہ زیر تعلیم رہے۔

۱۹۵۱ء میں مولانا جانباز صوفی محمد عبداللہ وزیرآبادیؒ کے مدرسہ تعلیم الاسلام اوڈانوالہ میں داخل ہوگئے اور اس مدرسہ میں آپ نے دو سال تک تعلیم حاصل کی۔اوڈانوالہ میں آپ کے اساتذہ مولانا محمد صادق خلیل اور مولانا پیر محمد یعقوب قریشی تھے۔

۱۹۵۲ء میں آپ وزیرآباد تشریف لائے اور دارالحدیث میں مولانا عبداللہ مظفرگڑھی سے علوم اسلامیہ میں استفادہ کیا۔اس کے ساتھ آپ مولانا محمد رمضان سندھی جن کا تعلق دیوبندی مکتبِ فکر سے تھا اور جامع مسجد حنفیہ مین بازار وزیرآباد میں خطیب تھے،اُن سے مقاماتِ حریری اور شرح تہذیب کا درس لیا۔

۱۹۵۲ء میں قادیانیوں کے خلاف تحریک چلی، علماے کرام حکومت کے خلاف تقریریں کرتے تھے اور اپنی گرفتاریاں پیش کرتے تھے۔چنانچہ آپ کو بھی گرفتار کرلیا گیا،لیکن چھ گھنٹے

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حراست میں رکھ کر رہا کر دیا گیا۔

۱۹۵۲ء میں وزیرآباد سے جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ آ گئے۔ اس وقت جامعہ اسلامیہ میں حضرت العلام شیخ العرب والعجم حافظ محمد محدث گوندلویؒ شیخ الحدیث تھے اور مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی نائب شیخ الحدیث تھے۔ آپ نے علومِ اسلامیہ کی تحصیل ان دونوں علماے کرام سے کی۔ مولانا فاروق احمد راشدی اور مولانا عطاء الرحمٰن اشرف آپ کے ہم درس تھے۔

۱۹۵۵ء میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد (لائل پور) کا قیام عمل میں آیا اور ۱۹۵۸ء میں جامعہ سلفیہ اپنی بلڈنگ میں منتقل ہوا اور حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلویؒ کو جامعہ سلفیہ کا صدر مدرس مقرر کیا گیا تو مولانا جانباز نے جامعہ سلفیہ میں داخلہ لے لیا اور حضرت محدث گوندلویؒ سے دوبارہ صحیح بخاری، موطا امام مالک اور حجۃ اللہ البالغہ کا درس لیا۔ ان کے علاوہ آپ نے جامعہ سلفیہ میں مولانا شریف اللہ خان سواتی اور مولانا غلام احمد حریری سے بھی بعض درسی کتابیں پڑھیں۔

اَساتذہ کرام

مولانا جانباز نے مختلف اوقات میں جن علماے کرام سے اکتسابِ فیض کیا، ان کے نام درج ذیل ہیں:

① مولانا محمد رحمانیؒ
② مولانا محمد صادق خلیلؒ
③ مولانا پیر محمد یعقوب قریشیؒ
④ مولانا عبداللہ مظفر گڑھیؒ
⑤ مولانا ابوالبرکات احمد مدراسیؒ
⑥ مولانا پروفیسر غلام احمد حریریؒ
⑦ مولانا شریف اللہ خان سواتیؒ
⑧ حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلویؒ

فراغتِ تعلیم اور تدریس

۱۹۵۷ء میں جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ سے فارغ ہوئے اور ۱۹۵۸ء میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے سندِ فراغت حاصل کی۔

۱۹۵۹ء میں مولانا محمد اسحاق چیمہ جامعہ سلفیہ کے مہتمم تھے۔ ان کی سفارش پر شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ نے آپ کو جامعہ سلفیہ میں استاد مقرر کیا۔ اور اس کے ساتھ جامعہ سلفیہ

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی لائبریری کی فہرست مرتب کرنے کی ذمہ داری بھی سونپی گئی۔علاوہ ازیں اساتذہ کی تنخواہیں اور دیگر جملہ انتظامی اُمور بھی آپ کے سپرد تھے۔ جامعہ سلفیہ میں آپ ۱۹۶۲ء تک اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔

سیالکوٹ آمد: ۱۹۶۲ء میں مولانا جانباز مولانا حافظ محمد شریف مرحوم کی درخواست پر سیالکوٹ تشریف لائے اور جامع مسجد اہلحدیث ڈپٹی باغ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اورایک سال تک آپ اسی مسجد میں تدریس فرماتے رہے۔۱۹۶۲ء میں آپ مسجد اہلحدیث میانہ پورہ تشریف لے گئے۔

جامعہ ابراہیمیہ کا قیام

۱۹۶۴ء میں مسجد اہلحدیث میانہ پورہ میں جامعہ ابراہیمیہ کا قیام عمل میں آیا۔اس مدرسہ کو قائم کرنے میں حاجی خدا بخش مرحوم پیش پیش تھے اور مدرسہ کے تمام اخراجات حاجی صاحب خود برداشت کرتے تھے۔اس مدرسہ (جامعہ ابراہیمیہ) کا صدر مدرس مولانا جانباز کو مقرر کیا گیا اورمولانا عطاء الرحمٰن اشرف صاحب کو نائب مدرّس مقرر کیا گیا۔۱۹۷۰ء میں حاجی خدا بخش مرحوم نے مدرسہ کے اخراجات پورے کرنے سے انکار کردیا اور مدرسہ بند کرنے کا اعلان کردیا۔

میانہ پورہ میں مدرسہ بند ہونے کے بعد مولانا جانباز جامع مسجد اہلحدیث ناصر روڈ منتقل ہوگئے اوراس مسجد میں جامعہ ابراہیمیہ کے زیراہتمام مولانا عطاء الرحمٰن اشرف کے تعاون سے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور ۱۹۷۹ء تک یہ دونوں علماے کرام اسی مسجد میں تدریس فرماتے رہے۔

جامع مسجد اہلحدیث ناصر روڈ میں تشریف لانے کے بعد مولانا جانباز نے علیحدہ مدرسہ کی بلڈنگ کی تعمیر کے لیے کوشش شروع کردی تھی۔ چنانچہ پہلے زمین خریدی گئی اوراس کے بعد ساتھ ساتھ تعمیر کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ چنانچہ ۱۹۸۰ء میں تعمیر مکمل ہوئی اور مدرسہ اپنی بلڈنگ میں منتقل ہوگیا۔حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلویؒ نے افتتاح کیا۔اسی سال تقریبِ صحیح بخاری میں حضرت محدث گوندلوی نے آخری حدیث کا درس دیا اورسیرتِ امام بخاری پر علامہ

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسان الٰہی ظہیرؒ نے بڑی جامع وعلمی تقریر ارشاد فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ مدرسہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اب اس مدرسہ کا نام بعض وجوہ کی بنا پر جامعہ ابراہیمیہ کی بجائے 'جامعہ رحمانیہ' ہوگیا ہے۔

فطری مواہب اور ذاتی خصوصیات

اخلاق وعادات کے اعتبار سے مولانا جانباز نہایت پاکیزہ انسان تھے۔ عزت، شرافت، قناعت اور وجاہت ان کی سیرت کا جوہر خاص تھی۔ زہد و ورع، تقویٰ ومہارت اور شمائل و اخلاق میں سلف صالحین اور علمائے ربانیین کے اوصاف کے حامل تھے۔ اتباعِ سنت میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔

مولانا جانباز قدرت کی طرف سے بڑا اچھا دل ودماغ لے کر پیدا ہوئے تھے۔ روشن فکر، دردمند دل اور سلجھا ہوا دماغ پایا تھا۔ ذہانت وذکاوت کے ساتھ غیر معمولی حافظہ کی نعمت سے اللہ تعالیٰ نے سرفراز فرمایا تھا۔ ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایۂ علم تھا۔ علمی ودینی مسائل کی تحقیق میں ان کو یدطولیٰ حاصل تھا اور تاریخ پر گہری اور تنقیدی نظر رکھتے تھے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، حافظ ابن حجر، امام شوکانی اور مولانا سید نواب صدیق حسن خان رحمہم اللہ اجمعین کی تصانیف کے شیدائی تھے۔ علمائے اہلحدیث میں مولانا شمس الحق ڈیانوی، مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری، شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، حضرت العلام مولانا حافظ عبداللہ روپڑی، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف اور مولانا محمد حنیف ندوی رحمہم اللہ اجمعین سے بہت زیادہ متاثر تھے اور ان علماے کرام کی دینی وعلمی اور قومی وملّی خدمات کے بہت زیادہ معترف تھے۔ اپنے اساتذہ میں حضرت العلام محدث گوندلویؒ اور مولانا ابوالبرکات احمدؒ کے علم وفضل کے بہت زیادہ معترف تھے اور ان ہر دو علمائے کرام کا تذکرہ بڑی عقیدت اور محبت سے کیا کرتے تھے۔

دورِ حاضر کے علما میں مولانا ارشاد الحق اثری، مولانا محمد اسحٰق بھٹی، مولانا حافظ صلاح

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدین یوسف، پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی اور مولانا فاروق راشدی کے علم وفضل اور ان کی علمی و دینی خدمات کا اعتراف کرتے رہتے ۔مولانا جانباز کے خصائل میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپ شروع ہی سے سادہ لباس استعمال کرتے تھے اور نمائش سے سخت نفرت کرتے تھے۔

تصانیف

مولانا جانباز عربی واُردو کے بلند پایہ مصنف تھے۔ان کی تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے:

① اہمیتِ نماز ② صلوٰۃ مصطفیٰ ﷺ ③ معراج مصطفیٰ ﷺ
④ آل مصطفیٰ ﷺ ⑤ احکام سفر ⑥ حرمت متعہ
⑦ عورت کا سیاست میں حصہ لینے کی شرعی حیثیت
⑧ نفحات العطر فی تحقیق مسائل عید الفطر
⑨ احکام دعا وتوسل ⑩ ارکان اسلام
⑪ توہین رسالت کی شرعی سزا ⑫ تحفۃ الوریٰ فی تحقیق مسائل عیدالاضحیٰ
⑬ دوران خطبہ دو رکعت پڑھنے کا حکم ⑭ صفات المؤمنین
⑮ احکام نکاح ⑯ احکام عدت
⑰ حرمت متعہ بجواب حلت متعہ ⑱ احکام طلاق
⑲ اسلام میں صلہ رحمی کی اہمیت ⑳ احکام وقف و ہبہ
㉑ رزق حلال اور رشوت ㉒ احکام قسم ونذر
㉓ مشورہ اور استخارہ کی شرعی حیثیت ㉔ اسلام میں ووٹ کی شرعی حیثیت
㉕ تحریک پاکستان اور موجودہ حکمران ㉖ شرح اربعین ابراہیمی
㉗ شرح اربعین ثنائیہ ㉘ رمضان کیسے گزاریں؟
㉙ شرح نخبۃ الاحادیث از مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور
㉚ إنجاز الحاجة شرح سنن ابن ماجہ (عربی) ۱۲؍مجلدات

(مولانا جانباز کی تصانیف کا اجمالی تذکرہ اِن شاء اللہ علیحدہ مضمون میں کیا جائے گا)

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علالت اور وفات

مولانا جانباز ۲۰۰۷ء کے شروع سے ہی علیل چلے آرہے تھے، لیکن علاج سے اُنہیں خاص افاقہ ہوگیا تھا۔ جامعہ رحمانیہ میں باقاعدہ آنا شروع کردیا اور تدریس کا سلسلہ بھی شروع کردیا تھا۔ رمضان ۱۴۲۹ھ شروع ہوا تو مولانا نے روزے رکھنا شروع کردیئے۔ صرف گیارہ روزے رکھے تو دوبارہ بیماری کا حملہ ہوا۔ پہلے سیالکوٹ ہسپتال میں زیرعلاج رہے، بعد میں لاہور ہسپتال میں بھی داخل کرادیئے گئے، لیکن

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

چنانچہ مولانا کو سیالکوٹ واپس لایا گیا۔ دوائیاں استعمال کرتے رہے، لیکن کمزوری میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا۔

راقم مولانا کی وفات سے تین ہفتہ قبل عیادت کے لیے حاضر ہوا۔ اتفاق سے مولانا عارف جاوید محمدی (کویت) بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ مولانا کے صاحبزادے پروفیسر عبدالعظیم نے تکیہ کے سہارا سے بٹھایا تو مولانا عارف جاوید اور راقم سے مصافحہ کیا اور خیریت دریافت کی۔ راقم نے عرض کیا کہ آپ کو یہ تکلیف روزوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ فرمایا: صرف گیارہ روزے رکھے تھے۔

اسکے بعد جناب عارف جاوید صاحب سے فرمایا کہ میں مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری صاحب تحفۃ الاحوذی کی کتاب 'خیر المامون' (جو دو جلدوں میں ہے) چھپوانا چاہتا ہوں۔ اس کی دوسری جلد میں نے کمپوز کرالی ہے اور پہلی جلد مجھے نہیں مل رہی۔ مجھے کہیں سے اصل کتاب یا اس کی فوٹو کاپی مہیا کرادیں تاکہ میں دونوں جلدیں اکٹھی شائع کرسکوں۔

مولانا عارف جاوید محمدی صاحب نے فرمایا کہ

''مولانا ارشاد الحق اثری، مولانا مبارکپوری کے ۹؍رسائل اکٹھے ایک جلد میں شائع کررہے ہیں، جس میں 'خیر الماموں' بھی شامل ہے۔''

مولانا اثری صاحب بے شک شائع کریں مگر میں بھی یہ رسالہ ضرور شائع کروں گا۔ مولانا عارف جاوید صاحب نے اسی وقت بیگ سے سی ڈی CD نکال کر مولانا جانباز کے حوالے

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردی تو بہت خوش ہوئے اور اُنہیں دعائیں دیں۔اس کے بعد محمدی صاحب نے مولانا جانباز سے آٹو گراف لیا، مولانا جانباز نے اپنے بھتیجے حافظ عبدالرحمٰن سے فرمایا کہ

''انجاز الحاجہ کا مکمل سیٹ (۱۲ جلد) اور دوسری میری جو تصانیف اس وقت موجود ہیں، مولانا عارف صاحب کو دی جائیں۔''

چنانچہ حافظ عبدالرحمٰن صاحب إنجاز الحاجة کا مکمل سیٹ اور دوسری تصانیف اندازاً آٹھ عدد مولانا عارف کو لا کر دیں اور إنجاز الحاجة کی پہلی جلد پر اپنے دستخط بھی کئے۔

۵ دسمبر ۲۰۰۸ء کو راقم دوبارہ عیادت کے لیے گیا۔ پروفیسر عبدالعظیم صاحب نے ملاقات کرائی اور اُنہوں نے سہارا دے کر بٹھایا۔ دیکھتے رہے، لیکن گفتگو نہیں کرسکتے تھے۔ اس کے بعد روزانہ ٹیلی فون پر خیریت دریافت کرتا رہا، لیکن تسلی بخش جواب نہیں ملتا تھا اور یہی اندازہ ہوتا تھا کہ کسی وقت یہ شمع گل ہوجائے گی۔

ہفتہ کی رات گیارہ بجے حافظ عبدالرحمٰن صاحب کا ٹیلی فون آیا۔ میں سویا ہوا تھا، میرے بیٹے نے ٹیلی فون سنا۔حافظ صاحب نے مولانا جانباز کی وفات کی اطلاع دی اور دو بجے دوپہر جنازہ کی نماز کا ذکر کیا۔ مجھے میرے بیٹے نے صبح نمازِ فجر کے بعد بتایا۔إنا لله وإنا اليه راجعون پڑھا۔ میں اپنے ایک دوست مولانا عبدالعزیز سیال کے ہمراہ تقریباً ۱۲ بجے جامعہ رحمانیہ پہنچ گیا۔اس وقت مولانا کو غسل دیا جارہا تھا۔

مولانا کے صاحبزادگان عبدالحلیم اور عبدالعظیم صاحبان اور بھتیجے حافظ عبدالرحمٰن صاحب اور مولانا مرحوم کے دیرینہ رفیق مولانا عطاء الرحمٰن اشرف سے ملے،تعزیت کی۔ اس کے بعد نمازِ ظہر ادا کرنے کے بعد پولیس گراؤنڈ (جہاں نماز جنازہ ادا ہونی تھی) جنازہ کے ہمراہ گیا۔ گراؤنڈ میں ایک جم غفیر تھا۔ راقم نے اپنے ساتھی مولانا عبدالعزیز سیال سے دریافت کیا کہ آدمیوں کی تعداد کتنی ہوگی؟ تو اُنہوں نے بتایا کہ دس ہزار کے قریب ہوں گے۔

مولانا جانباز کی وصیت کے مطابق نمازِ جنازہ پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی برادرِ اصغر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ نے پڑھائی اور قبرستان حسین شاہ میں دفن ہوئے۔اللهم اغفره وارحمه واجعل مثواه الجنة الفردوس!

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

CPL No. 49
Vol.42 No. 4 Monthly MUHADDIS Lahore 5866476 5866396

عناد اور تعصب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں
لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر اِفہام وتفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکارِ انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں
لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے
لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

تبلیغ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے
لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے
لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے
لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات ومحاسن سے مزین پائیں گے، اِن شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

قیمت فی شمارہ ۲۰ روپے — زرِ سالانہ ۲۰۰ روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL 99-J, Model Town, Lahore 54700